

پر عَتْ کا مطالعہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

رفیق شاہ صاحب

ناشر: مکتبہ نعمتی (ہول سول)

پالیسی ڈنڈوں پارک
4910584-4926110
0300-2196801

پیش لفظ

میں کوئی عالم دین نہیں، معاشرے کا ایک عام فرد ہوں جو ہر چیز میں آسانی کا خواہ شمند ہے۔ ہمارے معاشرے میں دین کا ذوق رکھنے والا ایک عام شخص دین اور اس کے مسائل کو آسان انداز میں غیر جانبدارنة طور پر سمجھنا چاہتا ہے۔ اس بات کو محسوس کرتے ہوئے 'بدعت' کے عنوان پر یہ کتابچہ تالیف کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں اس عنوان پر مارکیٹ میں دستیاب اردو زبان کا شاید ہی کوئی کتابچہ ہو جو مطالعہ نہ کیا گیا ہو۔ اس کے علاوہ مختلف مدارس میں جا کر بھی اس موضوع کے نکات کو سمجھا گیا ہے۔

یہ کہنا آسان ہے کہ یہ بدعت ہے وہ بدعت ہے مگر بدعت کہتے کے ہیں؟ ہم نے اس سوال کا جواب ایک مختلف انداز میں دینے کی کوشش کی ہے۔ اس کتابچے کا مقصد یہی ہے کہ معاشرے میں انتہا پسندانہ سوچ کے خاتمے کی راہ ہموار ہو اور انصاف پر مبنی متوازن فکر پروان چڑھے۔ امید ہے کہ مسلکی تعصب سے ہٹ کر اس کتابچے کا دیانت دارانہ مطالعہ موضوع کو سمجھنے میں مدد گار ثابت ہو گا۔

اس مضمون کو جن شخصیات نے ایک نظر دیکھا ان کے نام یہ ہیں: جناب پروفیسر مفتی نبی الرحمٰن، جناب علامہ سید شاہ تراب الحق قادری، مفتی عطاء اللہ نعیمی صاحب، علامہ کوکب نورانی صاحب او کاڑوی، مفتی فیض رسول صاحب، جناب ڈاکٹر نور احمد شاہ تار، مفتی محمد اساعیل قادری نورانی صاحب، مفتی عطاء المصطفیٰ عظیمی صاحب، مفتی وسیم احمد عطاری صاحب، علامہ مختار احمد قادری صاحب اور مولانا علی عمران صدیقی صاحب۔ میں اس سلسلے میں ان تمام علماء کرام کا مشکور ہوں، تاہم طباعت سے قبل اس مضمون میں مزید کمی بیشی عمل میں لائی گئی ہے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ اس کی غلطیوں سے آگاہ کریں اور مناسب بھیں تو اس کے فروع میں حصہ لیں۔ شکریہ

فقط

سید محمد رفیق شاہ

NP-2/10, 4th Floor,

صرافہ بازار، میٹھاوار، کراچی

۲۰ جون ۲۰۰۷ء

بعض جائز کاموں میں کوئی ثواب نہیں ہوتا۔ مثلاً دو رجدید کی مختلف سائنسی ایجادات اور سہولتیں جو دینی مقصد کے بغیر استعمال کی جائیں۔ بعض کام بعض اوقات معاشرتی طور پر بھی ناپسندیدہ خیال کئے جاتے ہیں۔ مثلاً سگریٹ، پان، گنکا، تمبا کو کا استعمال اور بعض کھلیل وغیرہ۔ بعض علماء ان میں سے بعض امور کو منوع یا مکروہ تئزیزی قرار دیتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی کام کو پسند فرماتے تھے مگر (بعض اوقات) اس خدشے سے نہیں کرتے تھے کہ کہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھ کر اور لوگ بھی کرنے لگیں تو وہ کام ان پر فرض کر دیا جائے۔ (نمازِ چاشت کا بیان از موطا امام مالک، مسلم شریف)

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دین مکمل اور نبوت ختم ہو گئی۔ لہذا کسی اچھی یا جائز بدعت کو بھی اب اعتقادی طور پر فرض، واجب یا لازم قرار نہیں دیا جاسکتا اور ایسا قرار دینا ہی دین میں اضافہ، شریعت میں تبدیلی اور بری بدعت کا ارتکاب کرنا ہے۔ البتہ مستحب یا جائز کی حیثیت سے کسی بدعت پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ کسی عمل کو لازم قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس عمل کو نہ کرنا یا کسی مخصوص دن یا وقت کے علاوہ کرنا تا جائز، حرام اور گناہ قرار دیا جائے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اسلام کے بارے میں دریافت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، دن رات میں پانچ وقت کی نمازیں۔ اُس نے پوچھا کیا ان کے علاوہ بھی مجھ پر (فرض نمازیں) ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں مگر جو (نفل نماز) تم چاہو خوشی سے پڑھو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، رمضان کے (فرض) روزے۔ اُس نے پوچھا کیا مجھ پر ان کے علاوہ بھی (فرض روزے) ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں البتہ جو (نفلی روزے) تم چاہو خوشی سے رکھ سکتے ہو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس سے زکوٰۃ کا ذکر کیا۔ اُس نے کہا کہ کیا مجھ پر اس کے علاوہ بھی (صدقہ) لازم ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں مگر جو خوشی سے تم چاہو خیرات کرو۔ وہ شخص پیغام بورڈ کی وجہ سے کہتا ہوا چل دیا کہ خدا کی قسم! میں ان میں نہ اضافہ کروں گا، نہ کی کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس نے سچ کہا تو فلاح پا گیا۔ (بخاری شریف۔ مسلم شریف کتاب الایمان)

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اسلام کے فرض اركان میں کسی کمی بیشی کی کوئی گنجائش نہیں، البتہ فرض کے علاوہ نفل اور مستحب کام اپنی خوشی سے اضافی طور پر کئے جاسکتے ہیں۔

یہ تکرار کرنا غلط ہے کہ مستحب کے ترک کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا اس لئے کہ ترک کرنے کی شے تو گناہ ہے۔ مستحب تو ہے ہی عمل کرنے کیلئے۔ مستحب وہ عمل ہے جس سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہے اور جس پر عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہوتی ہے۔ (از مستحب کام اور آن کی اہمیت از مفتی محمد رفیع عثمانی)

کسی مستحب عمل کو ترک کرنے کی تبلیغ کرنا یا اسے حقیر ثابت کرنا سنگ دلی کا مظہر ہے۔ مستحب کام عبادات کو حسن و نکھار، معاملات کو تقویٰ و پاکیزگی اور شخصیت کو ایمانی و روحانی بالیگی عطا کرتے ہیں۔ جبکہ مستحب کاموں کے ترک کی عادت انسان کو آہستہ آہستہ بڑے گناہوں کی طرف لے جاتی ہے۔ اگر کوئی کسی جائز کام کو ناجائز سمجھے مگر کسی مجبوری میں اسے کرے تو وہ اس کے ثواب سے محروم ہے۔ اگر کوئی مستحب کام نہیں کر پایا تو یہ قابل قبول ہے اور اس پر کسی کو ملامت نہیں کرنی چاہئے مگر کسی شرعی جواز کے بغیر محسن تعصب کی وجہ سے جائز کو ناجائز قرار دینا اور سنت کے نام پر اچھے کاموں کی مخالفت کرنا گمراہی، تو ہم پرستی، جہالت اور گناہ ہے۔ کوئی عقیدہ یا عمل اس وجہ سے بھی ناجائز قرار نہیں دیا جاسکتا کہ فلاں ملک میں اسے اب ناجائز سمجھا جاتا ہے۔ یہ ایک خود ساختہ اصول ہے جس کا اسلامی شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔

کسی بھی مستحب یا مباح کام کو قطعی اور اعتقادی طور پر فرض، واجب یا سنت موکدہ کا درجہ دینا بری بدعت ہے۔ کوئی مستحب یا مباح کام آسانی کیلئے کسی مقررہ وقت یا مقام پر کرنا یا پابندی سے کرنا بری بدعت نہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے، جن اعمال کو مستقلًا پابندی سے کیا جائے وہ اللہ کو بہت پسند ہیں خواہ وہ مقدار میں کم ہوں۔ (مسلم شریف کتاب صلوٰۃ المسافرین۔
بخاری شریف کتاب الایمان)

نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دیگر امور میں بہت سی چیزیں ہیں جنہیں بڑی پابندی سے کیا جاتا ہے۔ نماز با جماعت کے اختتام پر امام اور مقتدیوں کا اجتماعی دعا کرنا یا کسی مقررہ وقت اور مقام پر پابندی سے درس و تبلیغ کرنا مستحب کام ہیں۔ مگر ان مستحبات کو اس قدر پابندی سے کرنے کا نہ تو یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ کرنے والا انہیں فرض یا واجب سمجھتا ہے اور نہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ایسا کرنے سے ارکانِ اسلام مثلًا نماز، روزہ، زکوٰۃ یا حج میں کسی تبدیلی اور بری بدعت کی راہ نکلتی ہے۔ بعض افراد کو کہ یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ کچھ امور جائز تو ہیں مگر ان کو پابندی سے کرنا یا یوم مقرر کر کے اعلانیہ کرنا بری بدعت ہے لیکن بعض تو ان امور کو دانستہ طور پر کبھی کبھار کرنے سے بھی گریزاں رہتے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے کہ اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا سچائی سے پہلو بچایا تو جان لو کہ تم جو کچھ کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس کی خبر ہے۔ (نساء: ۱۳۵)

اسلامی شریعت میں ایسا کوئی اصول نہیں کہ کسی بات کو اس لئے ناجائز یا حرام قرار دیا جائے کہ اس پر تمام مکاتب فکر متفق نہیں ہیں اس طرح نماز تراویح اور اس کی بیس یا آٹھ رکعتوں کو بھی ناجائز قرار دیا جاسکتا ہے اور نکاح طلاق سمیت زندگی کے بیشتر معاملات پر عمل پیرا ہونے سے انکار کیا جاسکتا ہے۔ جماعتِ اسلامی کے ممتاز عالم مولانا گوہر حمن امام نووی کے حوالے سے لکھتے ہیں، علماء اس کام سے منع کرتے ہیں جس کے ناجائز ہونے پر اجماع ہو، جو اختلافی ہو اس سے روکنا جائز نہیں۔ (ترجمان القرآن

اگر کوئی ایسی چیز کو حرام قرار دے، جسے اللہ نے حرام قرار نہ دیا ہو اور اس سلسلے میں از خود لوگوں میں خود ساختہ شکوک، شبہات اور وسو سے پیدا کرے تو قرآن کے مطابق اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا۔ (نحل: ۷۱۔ یونس: ۵۹) شارع اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک فرمان کے مطابق نہ اس چیز کو حلال قرار دیا جاسکتا ہے، جسے اللہ نے قرآن میں حرام قرار دیا ہو اور نہ اس چیز کو حرام قرار دیا جاسکتا ہے، جسے اللہ نے حلال قرار دیا ہو اور جس پر خاموشی ہے وہ جائز ہے۔ (ترمذی شریف، ابن ماجہ) شرعی جواز کے بغیر محض تعصّب کی وجہ سے مسلمانوں میں وسو سے، تنازعات اور بدگمانیاں پیدا کرنا اور شرعی اصولوں پر ان کے اعتقاد کو متزلزل کرنا بدترین گناہ ہے۔ قرآن میں ہے کہ ”اور جب ان (منافقین) سے کہا جائے کہ زمین پر فساد نہ کرو تو یہ کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ! یہی (درحقیقت) فساد (تفرقہ) پھیلانے والے ہیں۔“ (سورہ بقرہ: ۱۱)

بعض نئے فرقوں کے نئے لوگ بے شمار علماء و فقهاء سمیت اپنے مسلمان والدین، دادا، نانا اور خاندان کے دیگر لوگوں کو بھی مشرک بدعیٰ اور جہنمی قرار دے ڈالتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ لبکھنے کے لئے اب شریعت کو سمجھا ہے۔ شرک و بدعت کے یہ ازاراں فتوے جہاں خاندانوں میں جھگڑوں کو جنم دیتے ہیں، وہاں یہ فتوے امت مسلمہ میں سُنی، وہابی اور دیوبندی اختلافات کا بھی ایک اہم سبب ہیں۔ معلوم نہیں کہ مسلمانوں کو کافر، مشرک، بدعیٰ اور جہنمی قرار دینے کا اختیار ان لوگوں کو کیسے حاصل ہو گیا؟ اس ظلم، شرانگیز اور تفرقہ ساز کام کو دین کا کام کہنا دین پر بہتان ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خارجیوں کو اللہ کی مخلوق میں شریترین سمجھتے تھے اور فرمایا کہ وہ آیات جو کافروں کے متعلق نازل ہوئی ہیں انہیں یہ لوگ مونوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ (بخاری شریف کتاب الاستتابۃ المردین، باب قتل الخوارج والملحدین)

اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ رب العزت کی قسم کھا کر ارشاد فرمایا، پیشک اللہ کی قسم! مجھے اس بات کا خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے، البتہ مجھے خدا شہر ہے کہ تم دنیا کی محبت میں بنتا ہو جاؤ گے۔ (بخاری شریف کتاب البجاۃ، کتاب المغازی، کتاب الانبیاء)

حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا، تمہاری امت ہر چیز کے بارے میں پوچھتی رہے گی کہ یہ کیا ہے؟ وہ کیا ہے؟ حتیٰ کہ کہے گی کہ اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کو پیدا کیا، اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ (مسلم شریف کتاب الائیمان) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جب کسی کو اس طرح کا تردذ ہوتا ہو تو وہ شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور اپنی توجہ وسو سے ہٹا لے۔ (مسلم شریف کتاب الائیمان)

شرعي اصولوں کو نظر انداز کر کے محس پسند و ناپسند کی بنیاد پر کسی جائز کونا جائز یا کسی ناجائز کو جائز قرار دینا نہ صرف بری بدعت ہے بلکہ ایسا کرنا شریعت میں تبدیلی و اضافہ کرنا اور اللہ اور اس کے رسول کے حق کو استعمال کرنے کے برابر ہے۔ اسے دین کا کام سمجھنا اور ثواب قرار دینا شریعت پر ظلم ہے..... یہ شریعت پر ظلم نہیں تو کیا ہے؟ کہ ایک طرف عید پر گلے ملنے تک کو بری بدعت اور مکروہ تحریکی (حرام کے قریب) کہا جائے (فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۱۵۔ مطبوعہ دارالاشراعت کراچی) اور دوسری طرف کو اکھانا ثواب قرار دیا جائے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۵۹۸) ایک طرف حرم کا شربت، گیارہویں، ایصال ثواب کی فاتحہ اور محفل میلاد کونا جائز قرار دیا جائے خواہ یہ کسی غیر شرعی کام پر بھی مشتمل نہ ہوں (فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۲۷۵، ۲۵۵) تو دوسری طرف ہندوؤں کی ہولی دیوالی کا کھانا اور آن کے پیاؤ (سبیل) کا پانی پینا درست کہا جائے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۵۷۵) کہاں یہ شقی القلبی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یوم ولادت منانے کو ہندوؤں کے کنیا کا جنم دن منانے سے تشیبہ (براہین قاطعہ) اور کہاں یہ کشادہ ولی کہ بچوں کی سالگرہ منانہ جائز (فتاویٰ رشیدیہ)۔ فکر آخرت سے محرومیت کی ایسی بے شمار مثالیں ہیں۔ ہم تو ایسی طرز فکر سے اللہ رب العزت کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ (ملاحظہ کیجئے دستاویزی و یہ یو اخلاف کیوں؟ اذ مولا نا کو کب نورانی او کاڑوی)

۱۹۶۳ء میں مودودی صاحب کی ایماء پر ان کی جماعت نے پاکستان میں خانہ کعبہ کے غلاف کی نمائش میں حصہ لیا اور جلوس نکالا۔ اس بدعت کو 'خیر عظیم' قرار دیتے ہوئے مودودی صاحب لکھتے ہیں، شریعت کی اصطلاح میں جس بدعت کو ضلالت قرار دیا گیا ہے اس سے مراد وہ نیا کام ہے جس کیلئے شرع میں کوئی دلیل نہ ہو، جو شریعت کے کسی قاعدے یا حکم کے خلاف ہو جس سے کوئی ایسا فائدہ حاصل کرنا یا نقصان دور کرنا ہو جس کا شریعت میں اعتبار کیا گیا ہے اور جسے اس طرح لازم کیا جائے کہ اس کا نہ کرنا گناہ اور کرنا فرض ہو۔ اگر یہ صورت نہ ہو تو محس اس دلیل کی بناء پر کہ یہ کام حضور کے زمانے میں نہیں ہوا، اسے بدعت بمعنی ضلالت نہیں کہا جاسکتا۔ علمائے کرام نے کہا ہے کہ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں۔ ایک واجب، دوسری مستحب، تیسرا حرام، چوتھی مکروہ اور پانچویں مباح ہے۔ ہمارے اس قول کی تائید حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد (یہ کتنی اچھی بدعت ہے!) سے ہوتی ہے جو انہوں نے نمازِ تراویح کے بارے میں فرمایا۔ (ماہنامہ ترجمان القرآن اپریل ۱۹۶۳ء اور رسائل و مسائل ۲)

اس نظریہ ضرورت کا نتیجہ ہے کہ اس گروہ کے رہنماییے کام بھی کرتے رہتے ہیں جنہیں وہ شرک و بدعت قرار دیتے ہیں۔ مثلاً مزارات پر حاضری دینا، جلوس عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نکالنا۔ (روزنامہ جگ کراچی ۱۹ جون ۲۰۰۴ء برطابق ۱۵ اربعین الاول)

دارالعلوم کراچی کے مفتی محمد شفیع صاحب کے فرزند مولانا محمد ولی رازی صاحب نے جب صوبہ سندھ کے وزیر برائے مذہبی امور و اوقاف کا قلمدان وزارت سنجھا لاتو بھیت صوبائی وزیر انہوں نے وہ کام بھی سرانجام دیئے جو ان کے ہاں شرک و بدعت قرار دیئے جاتے ہیں۔ مثلاً عرسوں کا افتتاح، مزارات پر چادریں چڑھانا، مزار کی طرف منہ کر کے ہاتھ اٹھا کر فاتحہ یادعا کرنا وغیرہ وغیرہ۔ (بحوالہ اخبارات کراچی ۲۰۰۰ء) اسی نظریہ کے تحت مولانا فضل الرحمن صاحب کے والد مفتی محمود صاحب نے لاہور میں داتا دربار پر چادر چڑھائی اور حلوہ تقسیم کیا۔ (جگ کراچی ۱۸ اگست ۱۹۷۴ء) اور شاید یہی نظریہ ضرورت تھا کہ دارالعلوم دیوبندی کی سوالات تقریبات کا افتتاح کرنے کا شرف مہماں خصوصی محترم اندر اگاندھی کوسونپا گیا۔ (اخبارات ۲۳ مارچ ۱۹۸۰ء) جبکہ قرآن میں ہے کہ تم تھوڑی قیمت پر میری آیات کو فروخت نہ کرو اور مجھ سے ڈرو۔ (سورہ بقرہ: ۳۱)

ہمیں تعصب، منافقت اور عقیدت کی اس روشن کوترک کردینا چاہئے کہ بس مخلص، صالح اور توحید و سنت کا پکیر وہی ہے جو ہماری جماعت کے ساتھ وابستہ ہے۔ کیا یہ بات اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہے اور کیا اس صورت میں کوئی شرک و بدعت اور گمراہی کے فتوؤں سے محفوظ رہ سکتا ہے؟ تقوے کا یہ معیار واضح طور پر ایمان و اسلام کے تقاضوں کے منافی ہے۔

بعض افراد نمازِ تراویح میں آٹھ رکعتوں کو سنت رسول اور بیس رکعتوں کو بدعت قرار دیتے ہیں۔ مگر ہر سال اور رمضان کی ہر شب میں نمازِ تراویح پڑھتے ہیں اور ختم قرآن بھی کرتے ہیں۔ حالانکہ احادیث سے تو اتنا ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف ایک مرتبہ اور وہ بھی رمضان المبارک کی آخری تین راتوں میں تراویح کی نماز پڑھی اور اس میں بھی نہ تو قرآن ختم کیا اور نہ از خود جماعت بندی کی بلکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے از خود آپ کے پیچھے جماعت بنائی۔ نمازِ تراویح کا مروجہ اہتمام حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شروع کیا جس پر دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اجماع و اتفاق کیا۔

اسلام میں کسی مسئلہ کو حل کرنے کے چار ذریعے اور اصول ہیں جن سے شرعی احکام وضع کئے جاتے ہیں۔ قرآن، سنت رسول، اجماع امت اور قیاس یعنی قرآن و حدیث میں اس کے جواز میں مشابہ کسی پہلو کا ثابت ہونا۔ اگر کسی بات کا حکم قرآن میں نہ ہو اور نہ سنت رسول سے وہ بات ثابت ہو تو محض اس دلیل سے اس بات کو ناجائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا گورنر بن کر بھیجا تو پوچھا کیسے فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے جواب دیا قرآن سے۔ فرمایا اگر تم اللہ کی کتاب میں اسے نہ پاؤ تو؟ عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت سے۔ فرمایا اگر سنت رسول میں بھی نہ پاؤ تو؟ عرض کیا میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (خوشی سے) اُن کے سینے پر اپنا دست مبارک مارا اور فرمایا ساری تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے اپنے رسول کے قاصد کو اس چیز کی توفیق دی جسے اللہ کا رسول پسند کرتا ہے۔ (ترمذی شریف۔ ابو داؤد)

صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری زمانے میں اور بعد میں اپنے دل سے بہت سی ایسی اچھی بدعتیں یا نئے نیک عمل بھی کئے جن کا حکم نہ قرآن میں آیا، جونہ حضور نے خود کئے اور نہ کرنے کا حکم دیا۔ بخاری شریف کی ایک حدیث کا خلاصہ ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کاتب وحی حضرت زید بن ثابتؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن جمع کرنے کا حکم دیا تو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آپ وہ کام کیوں کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ کام اچھا ہے۔ یہ تاریخِ اسلام کی پہلی بدعت حسنہ ہے۔ نمازِ تراویح لغوی نہیں ایک شرعی عبادت ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں ہر سال پورے رمضان جماعت سے نہیں ہوئی تھی۔ مگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے راجح کرتے ہوئے اس کیلئے بدعت کا لفظ استعمال کیا اور فرمایا یہ کتنی اچھی بدعت ہے!

(بخاری شریف)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعہ میں دواذ انوں کا طریقہ شروع کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہی شہر میں نمازِ عید کے دو اجتماعات شروع کئے، علمِ نحو ایجاد کیا۔ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی مرتبہ شہید کئے جانے سے پہلے دور رکعتِ نفل نماز ادا کی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وعظ کیلئے جمعرات کا دن منعین کیا۔ (مشکوٰۃ۔ بخاری) حضرت بلاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وضو کے بعد دور رکعت نماز ادا فرماتے تھے حالانکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اس کا حکم نہیں دیا تھا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ایجاد کردہ کام بدعت ہیں یا نہ؟ کچھ علماء کا خیال ہے کہ سنت ہیں۔ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خلفائے راشدین کے طریقے کو سنت کہا اور حبہ کرام علیہم الرضوان کے طریقوں پر چلنے کی ہدایت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان میں موجود ہے۔ حبہ کرام کے ایجاد کردہ کاموں کی اصل نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت میں ملتی ہے۔ حبہ نے تو بس انہیں راجح کیا۔ بعض کا خیال ہے کہ حبہ کرام کے ایجاد کردہ کام سنت نہیں بلکہ بدعت حسنہ ہیں۔ حدیث میں خلفائے راشدین کی سنت کا مطلب اُن کا طریقہ ہے اور یہ طریقہ ان معنوں میں سنت نہیں جس طرح کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

لہذا اگر بدعت کے لفظ کو صرف برائی کے معنوں میں لیا جائے تو حبہ کرام کے ایجاد کردہ طریقے یقیناً سنت اور سنتِ حبہ ہیں جو سنت نبی کے مطابق و محق ہیں۔ لیکن اگر بدعت کے لفظ کو اچھے برے دونوں معنوں میں استعمال کیا جائے تو حبہ کرام علیہم الرضوان کے ایجاد کردہ کاموں کو بدعت حسنہ بھی کہا جاسکتا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ السلام فرماتے ہیں جوئی با تین خلفائے راشدین نے اپنے دور میں اختیار کیں وہ اگرچہ اس اعتبار سے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں نہ تھیں بدعت ہیں اور یہ اچھی قسم کی بدعت ہوں گی بلکہ در حقیقت یہ سنت ہوں گی۔ (اعلیٰ اللمعات کتاب الایمان)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دین مکمل اور نبوت ختم ہو گئی۔ یہ جملہ کہہ کر اگر ان کے بعد کے تمام نئے کاموں کو بدعت، گمراہی، دین میں اضافہ اور شریعت میں تبدیلی قرار دے دیا جائے تو پھر یہ سوال ہے کہ کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان کو دین میں اضافہ اور شریعت میں تبدیلی کرنے کا حق حاصل تھا؟ یا کہ دین صحابہ پر مکمل ہوا؟ صحابہ کرام ہم سے زیادہ عاشق رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تھے جو قرآن و سنت کے مفہوم اور شریعت کو ہم سے زیادہ سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے بے شمار ایسی بدعتیں یا نئے طریقے راجح کئے جن کی بنیاد نیکی اور اچھائی پر تھی اور جو کسی طرح بھی گمراہی، دین میں اضافہ اور شریعت میں تبدیلی نہ تھے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ایجاد کردہ ان اچھے طریقوں میں سے بعض پر آج بھی مختلف مکاتب فکر کے افراد لازمی عمل کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ نئے اچھے کاموں پر عمل کرنا گمراہی نہیں بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جاں شار صحابہ اور اہل بیت اطہار کا طریقہ ہے خواہ انہیں 'بدعت' کا نام دیا جائے یا 'نئے کام' کہا جائے۔

فتاویٰ فیض الرسول میں ہے کہ جائز و ناجائز ہونے کا معیار صحابہ کرام اور تابعین کے زمانے کا عمل نہیں بلکہ جائز و ناجائز کا معیار اچھائی اور برائی ہے۔ اچھی بات کسی زمانے میں ہوا چھی ہے، بری بات کسی زمانے میں ہو بری ہے۔ (جلد ۲ صفحہ ۲۵۶) لہذا کسی چیز کو محض اس لئے جائز و سنت کے مطابق قرار نہیں دیا جاسکتا کہ وہ چیز قرونِ ثلثہ یعنی عہد رسالت، عہد صحابہ اور عہد تابعین میں تھی اور نہ ہی اسلئے ناجائز اور خلاف سنت قرار یا جاسکتا ہے کہ وہ قرونِ ثلثہ میں نہ تھی۔ ورنہ عیسائیوں، یہودیوں کے عقائد و اعمال، شہادتِ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دورِ یزید میں سانحہ کربلا اور خانہ کعبہ و مسجد نبوی کی بے حرمتی کے واقعات جائز قرار پائیں گے اور خطبے میں صحابہ کرام کے نام لیتا، ان کے نام پر کوئی پروگرام کرنا، اصول فقہ، کتب کی مدون، قرآن کا ترجمہ و اعراب اور دیگر بے شمار اچھے کام ناجائز قرار پائیں گے۔

'جو بات قرآن، حدیث اور صحابہ سے ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے اور ناجائز ہے، اس سبق سے کی جانے والی ذہن سازی کا نتیجہ ہے کہ ایک مکتبہ فکر کے اہل علم نے کلمہ طیبہ کو ہی بدعت قرار دے ڈالا۔ کلمہ طیبہ کو بدعت قرار دینے کے جواب میں اسی مکتبہ فکر کے قاری محمد طیب صاحب (سابق مفتیم دارالعلوم دیوبند) کو ایک کتاب 'کلمہ طیبہ' تالیف کرنا پڑی۔ اس کتاب میں قاری صاحب لکھتے ہیں، مانا کہ روایات میں یہ جملہ ثانیہ (یعنی محمد رسول اللہ) نہ کوئی نہیں لیکن اس کی نفی اور ممانعت بھی تو نہ کوئی نہیں۔ (کلمہ طیبہ، صفحہ ۸۷)

مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور) معمول صورت استدلال کی اگر ہو سکتی ہے تو وہ اثبات ہی کی ہو سکتی ہے جس میں بطور دلیل یہ کہا جائیگا کہ یا تو کلمہ طیبہ کی ممانعت کسی ایک ہی صحابی کے قول فعل سے دکھلادی جائے ورنہ اسے جائز سمجھا جائے۔ (صفحہ ۱۱۲) جلت کے سلسلے میں مستقلًا فعل صحابہ کا مطالبہ کیا جانا شرعی فن استدلال کو چیلنج کرنا ہے۔ (صفحہ ۱۱۳)

کسی کام کا 'نہ ہونا' اور 'منع ہونا' ان دونوں باتوں میں فرق ہے۔ قاری محمد طیب لکھتے ہیں، عدم ذکر کے معنی دنیا میں کہیں بھی نفی اور ممانعت کے نہیں ہوتے۔ (کلمہ طیبہ، صفحہ ۸۷)

امام قسطلاني رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں، کسی مبارک زمانے میں کسی کام کا کیا جانا اُس کام کے جائز ہونے کی دلیل ہے، مگر نہ ہونا اُس کے ناجائز ہونے کی دلیل نہیں۔ البتہ منع ہونا ناجائز ہونے کی دلیل ہو سکتا ہے۔ یہی بات شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحدید اشاعت عشری میں فرمائی۔

کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم علمائے سلف کا طریقہ رہا ہے حالانکہ یہ بدعت حسنہ قرآن سے ثابت ہے، نہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے اور نہ صحابہ کرام یا تابعین کے طریقے سے۔

مفتقی رشید احمد گنگوہی (دیوبندی) لکھتے ہیں، قرونِ ثلثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی، مگر اس کا ختم و درست ہے کہ ذکرِ خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ کتابِ اعلم، صفحہ ۳۷)

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات ذکرِ خیر اور دافعِ بلاء ہیں تو خود ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا اہمیت ہوگی اور محفلِ میلاد کس قدر خیر کا باعث ہوگی۔ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ کے سلسلے میں شرعی حدود میں خوشی کا اظہار، آپ کی سیرت و فضائل کا تذکرہ، تعریف و توصیف کا بیان اور دُرود وسلام کی مخلفیں خواہ ۹ رجیع الاول کو ہوں یا ۱۲ رجیع الاول کو یا ۱۷ رجیع الاول کو یا سال کے کسی بھی دن، جائز، باعث برکت اور باعث ثواب ہیں۔ اسلام میں کچھ دن، راتیں، تاریخیں یا مہینے مختلف فضیلتوں اور برکتوں کے حامل ہیں مگر اسلام میں کوئی دن تاریخ یا مہینہ منحوس نہیں۔

کسی کام کو جسے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد جائز قرار دیا جا رہا ہو، اسے حضور نے خود کیوں نہیں کیا؟ اس کا انحصار کام کی نوعیت، ضرورت، ماحول اور مشیتِ الہی پر ہے۔ جو کام حضور نے کیا اور نہ کرنے کا حکم دیا۔ اگر اس کی اسلامی شریعت میں ممانعت نہ ہو اور وہ کام قرآن و سنت کے کسی حکم و حکمت کے خلاف نہ ہو تو ایسا کام اللہ اور اس کے رسول کی رضا کیلئے کرنا کوئی برجی بات نہیں۔ اگر اسی پر بضدر رہا جائے کہ یہ کام تو حضور کے زمانے میں بھی ہو سکتا تھا مگر حضور نے نہ کیا، لہذا اب اسے کرنا جائز اور بری بدعت ہے۔ اس اصول کو اگر ہر صورت از خود و درست قرار دیا جائے اور دانستہ طور پر صرف پسندیدہ مثالیں پیش کر کے دیگر مثالوں کو نظر انداز کر دیا جائے تو نظر انداز کردہ بہت سے اچھے کام ایسے ہیں جو حضور کے زمانے میں بھی ہو سکتے تھے مگر نہ ہوئے۔ مثلاً ہر سال پورے رمضان میں بیس رکعات باجماعت تراویح پڑھنا، قرآن پر اعراب لگانا، قرآن کو ایک لغت اور قرات پر جمع کرنا، قرآن کو پاروں میں تقسیم کرنا، رکوع کے مقامات مقرر کرنا، مقابلہ قرات کی محافل منعقد کرنا، مسجد میں محراب و مینار بنانا وغیرہ۔ جبکہ ان تمام کاموں کی وجہات باعث اور محرکات عہد رسالت میں موجود تھے۔ کیا معاذ اللہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیش کردہ دین ناقص اور نامکمل ہے یا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ صلی اللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دین اور فرائض رسالت میں کوتاہی اور خیانت کی، جو یہ کام امت کو نہ بتائے۔ معلوم ہوا کہ محض پسند و ناپسند کی بنیاد پر کسی چیز کو جائز یا ناجائز قرار دینے کا 'جدید قاعدة' درست نہیں۔

مفتقی محمد شفیق لکھتے ہیں، جس کام کی ضرورت عہد رسالت میں موجود نہ تھی، بعد میں کسی دینی مقصد کو حاصل کرنے کیلئے پیدا ہو گئی وہ بدعت میں داخل نہیں۔ (سنن و بدعت، صفحہ ۱۲)

کسی کام کے نئے ہونے میں کوئی برائی نہیں اور نہ صرف پرانا ہونا کوئی اچھائی ہے بلکہ اچھائی برائی تو اسکے اچھے اور بے ہونے کی وجہ سے ہے نہ کہ نئے اور پرانے کی وجہ سے، خواہ یہ کام جب کا ہو یا اب کا، مگر شرط یہ ہے کہ وہ قرآن و حدیث کے خلاف نہ ہو۔ علماء اس حدیث پر متفق ہیں کہ جس چیز کو مسلمان (علماء) اچھا سمجھیں وہ چیز اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔ (متدرک حاکم جلد ۳) یاد رکھئے! ہر نیا کام یا بدعت تین میں سے کسی ایک خصوصیت پر مشتمل ہو گی:-

(۱) وہ اچھی ہو گی یا (۲) وہ بری ہو گی یا (۳) وہ ناجائز ہو گی۔

قرآن و حدیث سے ہمیں یہ اصول ملتا ہے کہ جو اچھی ہے اس پر عمل کیا جائے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اس پر اجر و ثواب کی بشارت دی ہے۔ (سلم و مخلوقہ شریف) جو بری ہے اسے نہ کیا جائے کہ وہ گمراہی ہے اور جو بدعت نہ بری ہے ناجائز ہے۔ اگر ہم علمائے امت کو نظر انداز کر کے ہر اچھی بات کو محض نیا ہونے کی وجہ سے ناجائز قرار دیں اور صرف سنن رسول پر ہی زور دیں تو پھر انصاف کا تقاضا ہے کہ ہم ظاہر و باطن میں سنن کے رنگ میں رنگ جائیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رہنمائی اختیار کریں، چھپوٹا سا ججرہ، سادہ سا ایک لباس، کھانے کیلئے کھجور یا جو کا بغیر چھننا آتا، سونے کیلئے ٹاث، سواری کیلئے جانور، قناعت و فاقہ کا معمول اور جہاد کیلئے تیر، تکواریں اور نیزے وغیرہ۔ ان کے علاوہ باقی تمام کاشتار بدعتات میں ہونا چاہئے، اس لئے کہ اسلام میں دُنیا دین سے جدا نہیں اور دین و دنیا وہی ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیش کیا۔ (عنی نقی باتیں از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس پیش گوئی کے مطابق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے فوراً بعد چار بڑے فتنے اور گمراہ کن بدعییں پیدا ہوئیں۔ (۱) نبوت کا جھوٹا دعویٰ (۲) مرتد ہونا یعنی مسلمان ہونے کے بعد کفر اختیار کرنا (۳) زکوٰۃ سے انکار کرنا (۴) فتنہ خوارج و بغاوت۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے تحت رہتی دنیا تک یہ بڑی بدعییں ہیں جو بڑے فتنوں کا سبب بنیں۔ اس بات کی تائید ایک اور حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب کچھ لوگوں کو روزِ محشر جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہو گا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرض کریں گے کہ اے میرے رب! یہ تو میرے صحابہ ہیں! کہا جائے گا اے عبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! آپ کو (از خود) اندازہ نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا بدعییں نکالی تھیں۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے جدا ہوئے، یہ (مرتدین) اپنی ایڑیوں کے مل دین سے پھرے رہے۔ (بحوالہ مسلم شریف، کتاب البجۃ و صفة نعیمہ والحلما)

ہر بدعت گرا ہی ہے، اگر اس کا یہ مطلب نکالا جائے کہ دین اسلام میں ہر نئی چیز گرا ہی ہے تو یقیناً ایک باشور شخص اس بات کو اسلام پر ایک عظیم بہتان تصور کرے گا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ موجودہ زمانہ گرا کن مختلف بری بدعتوں سے خالی ہے اور نہ یہ کہ ہر نئے کام کو از خود بدعت قرار دے کر گرا ہی سمجھ لیا جائے۔ اگر ہر بدعت کو گرا ہی قرار دیا جائے تو صحابہ کرام کے ذور سے اب تک کے لاکھوں شرعی اجتہاد، فیصلے، احکام، مذہبی رسوم اور معاملات گرا ہی قرار پائیں گے۔ اس سے اسلام میں اجتہاد کا دروازہ نہ صرف بند ہو جائے گا بلکہ ہماری زندگی کے اکثر معمولات بھی گرا ہی کے ذمہ میں آئیں گے۔

علامہ ابن منظور افریقی، علامہ ابن اثیر کے حوالے سے لکھتے ہیں، حدیث میں ’ہر نیا کام بدعت ہے‘ اس سے مراد وہ کام ہے جو شریعت کے خلاف ہو۔ (شرح مسلم ۲ صفحہ ۵۵۳، بحوالہ سنان العرب صفحہ ۶)

اسلام وہ دین ہے جس نے قوموں کو زندہ کیا اور انسانی ترقی کو رفتار بخشی۔ سنت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علمی ترقی، سائنس، شیکنا لو جی سمیت کسی نئے اچھے کام کی کبھی مخالف نہیں رہی۔ جنسی و اخلاقی بے راہ روگی اور سکون سے محروم بے کل زندگیوں کا نام ترقی نہیں۔ اسلام ایسی بدعت اور نہاد ترقی کا مخالف ہے جس سے معاشرے میں برائیوں، بیماریوں اور فتنہ فساد کو فروغ حاصل ہو۔ اسلام ایک اعتدال پسند، امن پسند، ترقی پسند، سیدھا سادہ اور آسان دین ہے جس میں کسی ایسے کام پر کوئی جبرا، پابندی اور قید نہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکامات کے خلاف نہ ہو۔ قرآن میں ہے کہ خداوند عالم نے تمہارے لئے دین میں ہر گز کسی قسم کی شدت اور سختی نہیں رکھی۔ (حج: ۸) شریعت نے جن مسائل میں آسانی اور سہولت فراہم کی ہے تو اس شرعی سہولت کو پس پشت ڈال کر ڈھونڈ ڈھونڈ کر دشواری اور شدت اختیار کرنا کہ جس سے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ ہو ہر گز دین کی خدمت نہیں۔

پروفیسر مفتی نبیل الرحمن صاحب

(رُکنِ اسلامی نظریاتی کونسل، چیئرمین رویت ہلال کمیٹی پاکستان)

آج کل سنت و بدعت کی اصطلاحات بکثرت استعمال ہوتی ہیں اور ہر شخص ان کی من پسند تعبیر و تشریع کرتا ہے، نتیجتاً ان کے اطلاعات میں لغزشیں واقع ہوتی ہیں اور تضادات رونما ہوتے ہیں۔ اس کتاب پچھے کے مؤلف نے اسی جہت سے اس مسئلے پر غور کیا ہے۔ اس مسئلے کا واحد قابل قبول حل یہ ہے کہ سنت و بدعت کی ایک متفق علیہ تعریف کی جائے تاکہ ماضی، حال اور مستقبل کی دینی ضروریات و مسخنات کی دین میں گنجائش پیدا ہو اور بدعتِ ضالہ، سینہ کا قلع قلع کیا جاسکے۔

میں اپنی اس مصروفیات کی بناء پر جناب سید محمد رفیق شاہ کی تحریر کا مکمل بغور مطالعہ نہیں کر سکا، جتنے جتنے دیکھا ہے، یہ کسی ثقہ عالم یا فقیہ و مفتی کی تحریر نہیں ہے بلکہ ایک دیندار نوجوان کی اطلاقی انداز (Applied Manner) کی تحریر ہے۔ بہت ممکن ہے کہ خالص عالمانہ و فقیہانہ تحریر کے بہ نسبت عام مسلمانوں کیلئے اس کا فہم زیادہ آسان ہو اور افادیت زیادہ نتیجہ خیز ثابت ہو۔

میرا مختصرانہ مشورہ ہے کہ قارئین اس کا مطالعہ ضرور کر لیں! ان شانع اللہ العزیز اس کو مخالفین بھی اگر خالی الذہن ہو کر معروضی انداز میں پڑھیں گے تو ان میں بھی ایک توازن پیدا ہو گا اور مسلمانوں کے بارے میں بدگمانی کرنے کی، جس کی قرآن و حدیث میں صریح ممانعت آئی ہے اور ہر جائز و مسحیب امور پر مطلق بدعت یا بدعتِ ضالہ، بدعتِ سینہ کا اطلاق کرنے کی روشن ماند پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کی سعی جیل کو اپنی بارگاہ میں مقبول و ماجور فرمائے اور دوسرے جدید پڑھے لکھنے نوجوانوں کو بھی ایسا صالح دینی ذوق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلی آل الصلوٰۃ والتسلیم

بندہ عاجز فقیر کلاہ

نبیل الرحمن

کسی کے غلط کاموں کو اس کا نہ ہب و مسلک قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اگر کوئی مسلمان شراب پیتا اور بیچتا ہے تو اس کا مطلب ہرگز نہیں کہ مسلمانوں کے نہ ہب میں شراب جائز ہے۔ ہمارے معاشرے میں بعض کام دینی یاد نیا وی طور پر ایسے بھی کئے جاتے ہیں کہ جنہیں ہمارے ہاں کسی بھی مکتبہ فکر کے علماء کی سپورٹ حاصل نہیں ہوتی۔ جیسا کہ ماہِ محرم کے مختلف جاہلۃ طریقے، مختلف علاقوں یا خاندانوں میں شادی یا موت کی بعض رسمیں، مزارات اور عرسوں پر نامناسب طریقے یا یہ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے نور کا نکڑا ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر جگہ اپنے حقیقی جسم کی ساتھ حاضراً اور موجود ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر میلاد شریف یا محفل نعمت میں ضرور تشریف لاتے ہیں۔ یہ عقائد ہمارے ہاں کسی بھی نہ ہب و مسلک کے نہ ہبی عقائد ہرگز نہیں۔ انہیں کسی معتبر حوالے کے بغیر کسی کی طرف منسوب کرنا ایک بہتان ہے۔ البتہ یہ عقیدہ ثابت ہے کہ افضل البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات امت کے شہداء کی حیات سے افضل ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر انور میں تشریف فرمائت کے احوال و اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اختیار کے تحت جس محفل میں چاہیں تشریف لاسکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس پر چاہیں نظر کرم فرمائیں، اسے سوتے یا جاگتے میں اپنی زیارت سے مشرف کر سکتے ہیں۔ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر کی لکھتے ہیں، رہایہ شبہ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیسے علم ہوا یا کئی جگہ ایک وقت میں کیسے تشریف فرمائے تو یہ شبہ ضعیف ہے۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ) (تفصیل دیکھئے سیرت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد وصال النبی از عبد الجید صدیقی مطبوعہ فیروز سنز۔ بہار شریعت ۱۶، مزارات اولیاء اور توسل علاییہ سید شاہ تراب الحق قادری) یہ بھی ضروری نہیں کہ کسی مکتبہ فکر کے کچھ افراد کا ہر عمل ایسا ہو جس پر اس مکتبہ فکر کے دیگر علماء بھی متفق ہوں۔ لوگوں کو چاہئے کہ اپنے مکتبہ فکر کے مہذبانہ اور عالمانہ تشخض (Image) کو مجرود ح کرنے سے گریز کریں۔

اسلام کسی کی بے عملی کی بناء پر اس کے کسی دوسرے نیک و جائز عمل پر کوئی پابندی عائد نہیں کرتا۔ اللہ چاہے تو کسی کو محض راہ سے کا نہ
ہٹانے یا کتنے کو پانی پلانے پر بھی بخش سکتا ہے۔ (بمطابق بخاری شریف کتاب المظالم، کتاب المساقات)

قرآن میں ہے کہ بے شک اللہ نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ (سورہ توبہ: ۱۲۰)

بخاری شریف میں سورۃ الززال کی آیت ۷، ۸ کی تفسیر میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر کوئی گھوڑا انہر کے پاس
سے گزرے اور پانی پی لے تو اس کے مالک کو اس کا ثواب ملے گا، اگرچہ مالک کا ارادہ گھوڑے کو پانی پلانے کا نہ تھا۔

تفسیر ضیاء القرآن میں ان آیات کی تفسیر میں ہے کہ بعض اوقات انسان چھوٹی نیکی کو حقیر سمجھ کر نظر انداز کر دیتا ہے اور بعض اوقات
چھوٹے گناہ کو چھوٹا سمجھ کر اس کا ارتکاب کرتا ہے، یہ دونوں روشنیں غلط ہیں۔ ان کے علاوہ سورۃ بقرہ آیت ۱۵۸، ۱۸۳، ۱۹۵،
نبی اسرائیل ۷، حج ۷، آل عمران ۲۵، انعام ۱۶۰، حم السجدہ ۲۶، مومن ۲۰، نحل ۳۰، عنكبوت ۷، اور دیگر آیات و احادیث میں بھی
نیکیوں اور برائیوں پر جزا اوسرا کا بیان موجود ہے۔

یہ ضروری نہیں کہ کوئی نیکی لازمی طور پر قبول ہو۔ کسی کوتاہی کی وجہ سے نیکیوں کے مسترد یا متعلق رہنے کا امکان موجود ہے
مگر اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ کسی کا یہ سمجھنا غلط ہے کہ وہ اپنی عبادات اور نیکیوں کی وجہ سے جنت میں جائے گا۔
نیکی کی جزا تو اللہ کا فضل اور برائی کی سزا اللہ کا اعدل ہے۔ فقہاء اسلام نے کہا ہے کہ نیکیوں سے صرف صغیرہ (چھوٹے) گناہ
معاف ہوتے ہیں کبیرہ (بڑے) گناہ توبہ کی قبولیت، یا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت یا محض اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے
معاف ہوتے ہیں۔ (تفسیر تبیان القرآن ۱۵ صفحہ ۶۲۹ اور شرح مسلم شریف ۲ صفحہ ۳۰۲)

قرآن کریم میں معافی کے ان تینوں ذرائع کا
ایک ساتھ اس طرح بیان ہے، اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تو اے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! یہ آپ کے پاس آ جاتے اور
اللہ سے معافی طلب کرتے اور اگر رسول بھی ان کی مغفرت چاہتے تو وہ یقیناً اللہ کو توبہ بقول کرنے والا ہم بان پاتے۔ (النساء: ۶۳)

مفتقی محمد شفیع اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ آج بھی روضہ اقدس پر حاضری اسی حکم میں ہے۔ (معارف القرآن، جلد ۲ صفحہ ۳۶۰)

حدیث میں ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ سے ڈرتے رہو اور برائی کے بعد کوئی نیکی کرو
جو اس برائی کو مٹا دے اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔ (ترمذی شریف، مسند امام احمد)

اگر کوئی شخص فرائض و واجبات صحیح طرح یا پابندی سے ادا نہیں کرتا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس سے دیگر جائز کاموں کے بھی ترک کرنے کا مطالبہ کیا جائے یا کہ اس کے دیگر جائز کاموں کو ناجائز قرار دے دیا جائے بلکہ اس کی اصلاح کرتے ہوئے اس کو صحیح فرائض و واجبات کی طرف بھی راغب کیا جائے گا۔ اس لئے کہ فرائض و واجبات کا ضروری ہونا اپنی جگہ اور سنت مستحب کاموں کا اچھا ہونا اپنی جگہ۔ کچھ افراد کا موقف یہ ہوتا ہے کہ صاحب اصل چیز تو فرائض و واجبات اور حقوق العباد ہیں۔ ان میں سے بعض تو یہ بات خلوصِ دل سے کہتے ہیں مگر بعض سادہ لوگ اس بنیاد پر ایک مستحب یا مباح کام کو ناجائز قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ ان کے نزدیک یہ کام ہر صورت میں ناجائز یا حرام ہی ہوتا ہے خواہ فرائض و واجبات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اور غیر شرعی امور سے بچتے ہوئے اُسے دیانت دارانہ طور پر اختیار کیا جائے۔

اگر کوئی مستحب کام اور جائز کام کے کرنے میں حرام اور ناجائز کام کیا جا رہا ہو تو اول تو اس بری بات کو نکال باہر کرنا ضروری ہے اگر اس بری بات سے بچنا ممکن نہ ہو تو اس صورت میں حرام کام سے بچنے کیلئے مستحب کام کو ترک کرنا بہتر ہے مثلاً تاش کھیلتے ہوئے اور فلمی گانے سنتے ہوئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الیصال ثواب کے نام پر حلیم پکائی جائے اور تاش گانوں سے بچنا ممکن نہ ہو تو اس طرح حلیم پکانے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ کسی دارالعلوم کی تقریب میں اگر بے پرده اور غیر مسلم خاتون کو بطورِ مہماں خصوصی مدعو کیا جائے تو ایسی تقریب میں شرکت نہ کرنا ضروری ہے۔ شادی کی تقریبات یا بزرگانِ دین کے عرس جائز ہیں مگر ان پر وگراموں سے فواحش و منکرات کا خاتمه نا ممکن ہو تو ان میں شرکت نہ کرنا بہتر ہے۔ سورہ حدید آیت ۲۷ میں عیسائیوں کے بارے میں ہے کہ انہوں نے اللہ کی رضا کیلئے خود رہبانیت کی بدعت اختیار کی، ہم نے انہیں اس کا حکم نہیں دیا تھا مگر وہ اسے اس طرح نہ بھا سکے (یا پابندی نہ کر سکے) جس طرح کہ بھانا چاہئے تھا۔ تو ہم نے ایمان والوں کو اس کا ثواب عطا کیا اور ان میں سے بہت سے فاسق ہیں (جنہوں نے رہبانیت ترک کی یا اسے صحیح طرح نہ بھایا)۔ معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل اچھی بدعت پر عمل پیرا ایمان والوں کو اجر عطا فرماتا ہے مگر پھر اس کو ترک کرنے یا اس میں منع کردہ غلط باتیں شامل کرنے کو فتن و فجور قرار دیتا ہے اس کا انحصار احکام کی حیثیت و نوعیت پر ہے۔

بری بدعت ہر حال میں بری ہے خواہ اسے دینی یا دنیاوی طور پر مستحب و مباح کیا تھا اختیار کیا جائے یا محض شغل کے طور پر کیا جائے فواحش و منکرات کسی مزار پر ہوں یا کسی گھر پر، خوشی کی تقریب میں ہوں یا غم کے موقع پر، ہر صورت برے ہیں۔ سوچ کا یہ زاویہ ہر گز درست نہیں کہ میلاد اور نعمت کو تو بدعت قرار دے کر ٹیلی ویژن یا شیپ بند کر دیا جائے اور دیگر پروگرام اس سبب قبل قبول ہوں کہ ان کی حیثیت دینی نہیں۔ کسی برے اور غلط کام کو کرنے کا یہ جواز ہرگز ہرگز درست نہیں کہ یہ نہ ہی طور پر اور ثواب کی نیت سے نہیں کیا جاتا بلکہ یہ جواز برائیوں کی حوصلہ افزائی کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

اگر کسی جائز کام میں کوئی ناجائز کام شامل ہو جائے تو شامل ناجائز کام ہی ناجائز قرار پائے گا اور جائز کام جائز رہے گا۔ مثلاً بزرگوں کی خدمات کے اعتراف میں ان کی یادمنانا، ان کیلئے ایصال ثواب کرنا، ان کے مزار پر حاضری دینا، ان کے ویلے سے دعا کرنا یا ان سے فیض و برکت حاصل ہونا ایک جائز عقیدہ عمل ہے۔ مگر بزرگوں کے مزار کو سجدہ کرنا، مزار پر نشے کا روبرکرنا، بے حیائی کا مظاہرہ کرنا اور مزار پر دیگر غیر شرعی و جاہل نہ حرکتیں کرنا بلاشبہ غیر شرعی عمل اور بری بدعت ہیں۔ مگر اس وجہ سے دیگر جائز باتوں کو بھی ناجائز قرار نہیں دیا جاسکتا اور ایسا کرنا بھی ایک بری بدعت ہے۔ قرآن میں ہے کہ حق پر باطل کارنگ چڑھا کر حق کو مشتبہ نہ بناؤ اور جان بوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ۔ (سورہ بقرہ: ٣٢)

گوبنڈو کا قول ہے، اتنا جھوٹ بولو کہ وہ حق معلوم ہونے لگے۔ اس قول کے تحت بعض اوقات مغض تھب کے باعث ایسی باتیں بھی الہست سے منسوب کر دی جاتی ہیں جو خود ساختہ ہوتی ہیں اور جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر ایک مکتبہ ملک کے نقیہ العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی لکھتے ہیں، بعض لوگ بڑی ڈھنائی سے یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب نہیں بلکہ رسول اللہ عالم الغیب ہیں، ایسا کلمہ کفر سن کر روشنگئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ (اختلاف امت اور صراطِ مستقیم، صفحہ ۳۲) جبکہ اس کتاب میں حوالے کے بغیر پیش کردہ یہ عقیدہ اور اس طرح کے دیگر عقائد، عالم تو عالم کسی جاہل کے بھی نہیں۔ دارالعلوم بنوری ٹاؤن کراچی کے مفتی صاحب کی تصدیق کردہ ایک کتاب میں تو یہ تحریر ہے کہ ان لوگوں نے ایک مخصوص نماز "صلوٰۃ غوشہ" ایجاد کی ہے جو بغداد کی طرف رُخ کر کے پڑھتے ہیں۔ (از بدعت اور اس کی مختلف شکلیں، صفحہ ۱۰)

اللہ اللہ! خوفِ خدا کے نام پر بے خوفی کا یہ عالم! کیا ان لوگوں نے سمجھ لیا ہے کہ قیامت بھی نہیں آئے گی؟ اختلاف رائے اپنی جگہ مگر یہ تودین کے نام پر جھوٹ، فریب، بہتان تراشی اور دھوکہ دہی ہے۔ ہم ایسی بد نسبتی اور انند ہے تھب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ ہمیں تبلیغ، للہیت، تقویٰ اور قرآن و سنت کے نام پر اس طرح کی فتنہ پرور باتوں سے مسلمانوں میں بدگمانیاں پھیلانے سے گریز کرنا چاہئے۔ سادہ لوح عوام کو فریب دینے کیلئے بعض کتابوں میں ایسی ٹیکنیکل خیانتیں بھی کی گئی ہیں کہ سلف صالحین اور بزرگوں کے عقائد و معمولات سے چشم پوشی اختیار کر کے صرف ان کے بعض اقوال کو من پسند معنوں میں کوڈ کیا گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے اپنا خواب بیان کیا کہ انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص کے جبروں کو لو ہے کے ایک آنکھ سے اُسکی گدی تک بار بار چیرا جا رہا تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جو بہت جھوٹا ہے جھوٹی باتیں گھرتا ہے اور لوگ اس کی جھوٹی باتیں نقل کر کے دنیا بھر میں پھیلاتے ہیں، اس کو قیامت تک اسی طرح عذاب دیا جاتا رہے گا۔ (بکوالہ بخاری شریف اول، پارہ ۶)

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا، یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے واعظین ہیں۔ (مشکوٰۃ ۲)

آپ کے علم میں ہونا چاہئے کہ آج بھی عالم اسلام کی اکثریت جن عقائد کی حامل ہے یہ وہی عقائد ہیں جو صحابہ، اہل بیت، اولیاء عظام اور علماء سلف کے تھے۔ جن پر امام ابوحنیفہ، غوث اعظم شیخ عبدال قادر جیلانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مجدد الف ثانی، شاہ عبدالحق محدث دہلوی، امام احمد رضا محدث بریلوی (رحمہم اللہ تعالیٰ) اور عالم اسلام کی اکثریت ہمیشہ رہی ہے۔ (مطالعہ صحیح عقائد و نظریات از علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری۔ بزرگوں کے عقیدے از منقتو جلال الدین احمد مجیدی۔ عیدوں کی عید از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

آسان زبان میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول کو 'حدیث نبوی' اور فعل کو 'سنّت نبوی' کہا جاتا ہے۔ تمام احادیث پر عمل کرنا ناممکن ہے اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امتیازی خصوصیات و کمالات بھی احادیث میں ہیں۔ گذشتہ امتوں کا ذکر بھی ہے اور مستقبل کی پیش گوئیاں بھی۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احادیث پر نہیں سنتوں پر عمل کرنے کی ہدایت کی ہے، سوائے ان سنتوں کے جو خصوصی یا منسوب خیز ہیں۔ اس روشنی میں سنّت رسول، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جاری کردہ وہ طریقہ ہے جو امت کے عمل کرنے کیلئے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعض سنتیں ایسی ہیں جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ہی خاص ہیں یا آپ نے اپنے کسی صحابی کیلئے خاص کیں۔ مثلاً آپ کا بیک وقت چار سے زیادہ نکاح کرنا، حضرت ابو بردہ بن میا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھ ماہ کے بکرے کی قربانی کی اجازت دینا (بخاری شریف)، حضرت زبیر اور حضرت عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ریشم کا کپڑا پہننے کی اجازت دینا (بخاری شریف)، حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہننے کی اجازت دینا، وصال کے روزے (بخاری شریف) یا کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روزے کے کفارہ والا واقعہ وغیرہ۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے نبی ہیں۔ نبی کو شرعی احکام جاری کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ (سورہ بقرہ ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۵۱، ۱۵۱۔ آل عمران ۱۶۳۔ الاعراف ۷۱۵۔ توبہ ۲۹۔ حشر ۷۔ احزاب ۳۶۔ نساء ۸۰، ۶۲)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ یہ اختیار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امتیازی خصوصیات اور منصب رسالت کو اجاگر کرتا ہے۔ امتی کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان خصوصی سنتوں پر عمل کرنا منع ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضو اور غسل کے استعمال شدہ ماننے کو برکت کملئے انسے حرم و امر ملتے اور نبھج کر تے تھے۔ (بخاری اثر لف، الحسنائز الکبریٰ)

وقار الفتاویٰ میں ہے کہ مریدین کا اپنے پیر کے وضو، غسل کا مستعمل (استعمال شدہ) پانی پینانا جائز ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ان تخصیصی واقعات کو دلیل بنانا کسی بھی شخص کیلئے جائز نہیں ہے۔ (جلد اول صفحہ ۸۷)

بعض کاموں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اختیار کر کے ہمیشہ کیلئے ترک کر دیا یا ان سے منع فرمایا وہ مت روک اور منسوخ سننیں ہیں اور سنتر رسول کے زمرے میں نہیں آتیں جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے تمہیں تین دن کے بعد قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے سے منع کیا تھا، پس اب کھاؤ، صدقہ کرو اور ذخیرہ کرو۔ اور میں نے تمہیں نبیذ (ایک مشروب) بنانے سے منع کیا تھا لپس اب تم نبیذ بناؤ اور ہرنشہ آور چیز حرام ہے۔ اور میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب قبروں کی زیارت کرو اور کوئی بے ہودہ بات نہ کرو۔ (موطا امام مالک)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے تم کو چڑے کے برتوں میں پینے سے منع کیا تھا، اب تم ہر برتن میں پیا کرو البتہ نہ آور مشروب نہ پینا۔ (مسلم شریف)

حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر ہر عمل میں امت کیلئے رہنمائی اور تعلیم ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعض سننیں امت کو مختلف شرعی مسائل اور معاملات سے آگاہ کرنے کا سبب ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا مگر ایک مرتبہ ایک غذر کے باعث کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس عمل سے امت کو مجبوری کی صورت میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی اجازت ملی ورنہ مجبوری کی حالت میں بھی کھڑے ہو کر پیشاب کرنا گناہ ہوتا جو کہ اب نہیں ہے۔ اس حدیث کو بنیاد بنا کر کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو عادت بنالینا غلط ہے۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اگر ایک آدھ مرتبہ ننگے سر نماز پڑھ لی تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معمول کو فراموش کر کے ننگے سر نماز پڑھنے کو عادت بنالیا جائے۔

بعض اوقات ایک کام جائز ہوتا ہے مگر لوگ اس کا ناجائز فائدہ اٹھانے لگتے ہیں یا اس کے جائز ہونے کی وجہ باقی نہیں رہتی تو علماء اس کی نوعیت دیکھ کر اس کام کو منع فرماتے ہیں۔ اسی طرح بعض اوقات ایک منع کردہ کام کے منع کرنے کی وجہ ختم ہو جائے تو اسے (حیثیت کے مطابق) کرنے سے منع نہیں کیا جاتا۔ یہ اسلام کا ایک فقہی اصول ہے کہ بعض اوقات زمانہ بدلنے سے فقہی احکام بھی بدل جاتے ہیں۔ (رسائل ابن عابدین شامی، جلد اصنفی ۲۵، مطبوعہ سہیل اکیدی) (شرح مسلم شریف ۲ صفحہ ۹۷) قرآن کو مزین کرنا پہلے مکروہ تھا ب جائز ہے۔ (شرح مسلم ۲ صفحہ ۵۵۵) پہلے مساجد کی تزئین و آرائش کرنا، محراب بنانا اور مسجد کی دیواروں پر قرآن کی آیات لکھنا صحیح نہ تھا۔ (اتفاق) جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے، تم مسجدوں کو اس طرح مزین کرو گے جیسے یہود و نصاریٰ نے اپنی عبادت گاہوں کو کیا ہے۔ (ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، مسلم شریف کتاب الزہد والرقاق) مگر چونکہ آج یہود و نصاریٰ کی پیروی یا تشبیہ میں تکبیر کے اظہار کیلئے مساجد کو رنگ و روغن، مزین اور سجا یا نہیں جاتا بلکہ اللہ کے گھر کی تعظیم، عظمت کے اظہار اور دل سے اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی کیلئے سجا یا جاتا ہے اور محراب، مینار، گنبد بنائے جاتے ہیں۔ لہذا اب بعد کے علماء نے ان کاموں کو جائز قرار دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ بعض اوقات وہ کام منع ہو سکتے ہیں جو منع کرنے کی حکمت کے خلاف ہوں اور جو نئے کام منع ہونے کے اصل مقصد اور شریعت کی رو کے خلاف نہ ہو وہ صورتحال دیکھ کر جائز بھی قرار دیئے جاسکتے ہیں۔

ایک حدیث میں بری بدعت کی دو خصوصیات بیان ہوئی ہیں۔ (۱) جو گمراہ کر دینے والی ہو یعنی قرآن و سنت کے خلاف ہو۔ (۲) جس میں اللہ و رسول کی رضامندی شامل نہ ہو۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے ایسی بدعت کو ایجاد کیا جو گمراہی ہو اور اللہ اور اس کا رسول اس سے راضی نہ ہوں تو اس کو اس (بری بدعت) پر عمل کرنے والوں کے برابر گناہ ملے گا اور اس (بری بدعت) پر عمل کرنے والوں کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔ (مشکلۃ، مسلم، ترمذی شریف باب الحلم)

بعض علماء عیسائیت اور یہودیت کے عقائد و اعمال کو بدعت قرار نہیں دیتے اس لئے کہ یہ عقائد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی تھے جبکہ قادیانی، آغا خانی اور وہابی مذہب کے عقائد کو بدعت کہا جاتا ہے اس لئے کہ یہ عقائد عہد رسالت میں نہ تھے۔ (جاء الحق از مفتی احمد یار خاں نعیمی)

عقائد و اعمال کے جو طریقے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی حیات ظاہری میں اختیار کئے وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہیں۔ ان میں سے جو کام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تقریباً ہمیشہ یعنی اکثر کئے اور بغیر وجہ کے کبھی نہیں ترک نہیں کیا اور جن کی تائید فرمائی مگر ترک ہو جانے پر منع بھی نہیں فرمایا تو یہ کام سنت موکدہ ہیں۔ (جسے ترک کرنے سے منع کیا وہ واجب ہیں) سنت موکدہ کو ادا کرنا ثواب اور ترک کرنا برا ہے، اگر ترک کو عادت بنالیا جائے تو مکروہ تحریکی اور عذاب کا باعث ہے اور اگر کبھی کبھی ترک ہو تو یہ ملامت یعنی عتاب کا باعث ہے۔ جو کام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بغیر وجہ اور عذر کے کبھی کبھی ترک فرمائے وہ سنت غیر موکدہ اور جو کبھی کبھی ادا فرمائے وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مستحب کام ہیں۔ اگر سنت غیر موکدہ کبھی کبھی ترک ہو تو کوئی بات نہیں لیکن اگر سنت غیر موکدہ کے ترک کو مستقل طور پر عادت بنالیا جائے تو یہ باعث عتاب (لامات) ہے۔ مستحب کو ادا کرنا ثواب ہے اور نہ کرنے کا کوئی گناہ نہیں۔ بعض کے نزدیک بعض مستحبات کا ترک مکروہ تنزیہ ہے اور باعث ملامت ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر مستحب کام نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اسی طرح ثابت ہو۔ اگر کسی کام کی اچھائی اور پسندیدگی کا اشارہ بھی شریعت میں ملتا ہے تو وہ کام مستحب ہے، یہی وجہ ہے کہ حضور کی ہر سنت غیر موکدہ مستحب ہے مگر ہر مستحب سنت غیر موکدہ نہیں۔ (متفرق ماخذ از فتاویٰ رضویہ - تفسیر تبیان القرآن صفحہ ۸۲۲ - بہار شریعت ۲ اور دیگر کتب)

سنت غیر موکدہ اور مستحب کاموں کو لغوی اعتبار سے نفل بھی کہا جاتا ہے۔ شرعی طور پر سنت رسول سے مراد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جاری کردہ وہ طریقہ ہے جو امت کیلئے باعث اثبات ہے۔

بعض کام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ کی عبادت کیلئے کئے اور بعض کام روزمرہ زندگی کے عام دنیاوی معمولات کی حیثیت سے بطور عادت یا اتفاقی طور پر کئے۔ بعض علماء عبادت والے کاموں کو توسنت، موکدہ اور سنت غیر موکدہ میں تقسیم کرتے ہیں مگر عادت والے کاموں کو صرف سنت غیر موکدہ کے درجے پر رکھتے ہیں۔ مولانا مودودی اس سلسلے میں ایک عجیب اور مختلف عقیدہ رکھتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں، آپ کا یہ خیال کہ نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جتنی بڑی واڑھی رکھتے تھے، اتنی بڑی واڑھی رکھنا سنت رسول یا اسوہ رسول ہے، یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ عاداتِ رسول کو بعینہ وہ سنت سمجھتے ہیں جس کے جاری اور قائم کرنے کیلئے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور دوسرے انبیاء علیہم السلام مبعوث کئے جاتے رہے ہیں مگر میرے نزدیک صرف یہی نہیں کہ یہ سنت کی صحیح تعریف نہیں ہے۔ بلکہ میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ اس قسم کی چیزوں کو سنت قرار دینا اور پھر ان کے اتباع پر اصرار کرنا ایک سخت قسم کی بدعت اور ایک خطرناک تحریف دین ہے۔ (رسائل وسائل اول) مولانا یوسف لدھیانوی اس بات کو مولانا مودودی کی غلط فہمی اور ایک بے ہودہ جسارت قرار دیتے ہوئے سوال کرتے ہیں کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں کے مقابلے میں اتنا جری ہو، کیا وہ عالم دین کہلانے کا مستحق ہے؟ (اختلاف امت اور صراطِ مستقیم، صفحہ ۱۸۷)

خلاف سنت و عمل ہے جو اس سلسلے میں موجود حضور کی کسی اصل سنت کے مقصد، منشاء اور حکمت کے خلاف ہوا اور جس سے حضور کی کسی سنت کا مقصد ختم ہو جائے نہ کہ وہ عمل جو حضور کی سنت نہ ہو۔ کسی کام کو خلاف سنت قرار دینے کیلئے ایک تو اس کے مقابل اصل سنت رسول پیش کرنا ضروری ہے، دوسرے یہ کہ سنت کے خلاف قرار دیئے گئے کام کو مقابل اصل سنت کی حکمت و منشاء کے خلاف ثابت کرنا ضروری ہے۔ بدعت وہ ہے جو سنت مٹا دے اس خاص جملے کا معنی بھی یہی ہے کہ بری بدعت وہ ہے جو سنت کا مقصد مٹا دے۔ یہی وجہ ہے کہ مساوا کرنا سنت ہے مگر برش کرنا خلاف سنت نہیں بلکہ بعض علماء کے نزدیک منجن و لٹو تھوپیٹ سے دانت کرنا بھی سنت مساوا کے حکم میں ہے اور اس سے بھی سنت کا ثواب ملے گا۔ (شرح مسلم شریف اول صفحہ ۹۱۲ از علامہ غلام رسول سعیدی) غیر سنت کو سنت پر فضیلت نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جس نے میری امت میں فتنہ فساد کے زمانے میں میری ایک سنت پر عمل کیا اس سے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ (مشکوٰۃ)

اس حدیث کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ جو کام نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت نہیں وہ بدعت ہے۔ ایسا کام کرنا جائز اور ثواب کا باعث بھی ہو سکتا ہے۔ بشرط یہ کہ اسے شرعی طور پر لازم قرار نہ دیا جائے اور وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کسی سنت کی منشاء کے خلاف نہ ہو اور قرآن و حدیث میں اس کی ممانعت نہ ہو۔ جیسا کہ پاک ثوتح پیٹ اور برش سے دانتوں کی صفائی کرنا، عمائمے کے بجائے اپنی پسند کی کوئی مخصوص ٹوپی پہننا، مختلف درود شریف اور دعا کیں پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی سنت کسی جائز یا مستحب بدعت پر کوئی پابندی عائد نہیں کرتی اور نہ ہی کسی متحب اور جائز کام کی مخالفت کرنا نبی کریم یا صحابہ کرام کا طریقہ ہے۔

سنت کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ احادیث و سنتِ نبوی قرآن کو سمجھنے اور صاحبِ قرآن (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے قلبی تعلق کو مضبوط کرنے کا ذریعہ ہیں۔ قرآن کی علمی تفسیر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث و سنت میں ملتی ہے۔ قرآن میں صلوٰۃ کا ذکر ہے مگر یہ احادیث کے ذریعے سنتِ نبی سے معلوم ہوا کہ نماز کیا ہے، اس کے اوقات کیا ہیں، رکعتیں کتنی ہیں، نماز کی شرائط و ترتیب کیا ہیں، قرآن نے جن باتوں کا حکم دیا سنت سے ان کی تفصیل، مفہوم اور طریقہ کار کا پتا چلتا ہے۔

ذیل میں وہ چند کام درج ہیں جن کا نہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اور نہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی حدیث میں حکم دیا اور نہ اس انداز میں یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی عمل سے ثابت ہیں مگر اس کے باوجود آج مسلمان انہیں کرنا نہ صرف یہ کہ جائز بلکہ ثواب کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر ان بدعتوں پر ثواب کیسا؟ اور ان امور پر دین کی اصل شکل مسخ کرنے کا الزام کیوں نہیں؟ صرف اس لئے کہ یا تو ان کی اصل قرآن و حدیث میں موجود ہے یا پھر یہ اسلام کے شرعی احکام اور اصولوں کے خلاف نہیں اور نہ ہی انہیں قرآن و حدیث میں منع فرمایا گیا ہے۔

☆ مساجد میں قرآن اور تسبیح وغیرہ رکھنا، بینار، گنبد اور محراب بنانا۔

☆ قرآن کریم پر زیر، زبر، پیش، نقطے لگانا، قرآن کا ترجمہ کرنا، اس پر غلاف چڑھانا۔

☆ قرآن کی الگ الگ پاروں میں تقسیم۔ سورتوں کی موجودہ ترتیب۔ رکوع کے مقامات۔

☆ دکانوں، گھروں اور مساجد میں قرآن خوانی، ختم آیت کریمہ، کلمہ یاد گیر خاص آیات باہتمام پڑھنا۔

☆ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو بطور درود شریف پڑھنا لکھنا۔ (بحوالہ بدعت ہی بدعت از علامہ فیض احمد اویسی)

☆ دینی مدارس میں درسِ حدیث کا افتتاح، ختم بخاری شریف یا کوئی دینی تقریب منعقد کرنا۔

☆ بزرگوں کے آزمودہ مختلف درود شریف، دعا میں یانعت وسلام پڑھنا۔

☆ ہر سال پورے رمضان جماعت کے ساتھ ہیں رکعت تراویح پڑھنا، محفل شبینہ یا چند روزہ تراویح کا انتظام کرنا۔

☆ تراویح کے اختتام پر ختم قرآن کی محفل کرنا، دعائے ختم القرآن پڑھنا، ختم قرآن کیلئے رقم جمع کرنا۔

☆ کوئی تاریخ مقرر کر کے درس قرآن، محفل نعمت، محفل درود وسلام، محفل میلاد، جلسہ سیرت النبی، قرآن و سنت کا انفرادی اور مختلف دینی تبلیغی اجتماعات کا باقاعدہ انعقاد کرنا (کسی کا یہ کہنا اس کی غلط فہمی ہے کہ یہ تمام اعمال خیر صرف عربی زبان میں کئے جائیں تو ثواب ہو گا اور نہ نہیں ہو گا)۔

☆ شرعی حدود میں بزرگوں کے ایام منانا۔ ان کے ایصالی ثواب کیلئے قرآنی آیات پڑھنا، صدقہ، خیرات کرنا۔

☆ مختلف انداز سے دینی علوم حاصل کرنا، دینی کتابیں لکھنا، چھانپا اور تقسیم کرنا۔

☆ وابستگی کے اظہار یا برکت کیلئے دکانوں، مکانوں اور مساجد میں قرآنی آیات لکھنا یا طفرے لگانا۔

☆ جمعہ میں مروجہ خطبہ پڑھنا، خطبے سے قبل تقریر کرنا۔

☆ ایمانِ محمل، ایمانِ مفصل اور چھٹے کلے پڑھنا، یاد کرنا۔

☆ دینی مدارس کا قیام، ان کا نصاب و نظام۔

☆ مدارس کی سالانہ یا سو سالہ تقریب منانا، طلبہ کی دستار بندی کرنا اور ان میں اسناد تقسیم کرنا۔

☆ افطار پارٹی، عید ملن پارٹی منعقد کرنا۔

(مزید مثالوں کیلئے دیکھئے 'بدعت ہی بدعت' از علامہ فیض احمد اویسی)

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب
(مہتمم دارالعلوم امجدیہ کراچی)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس فقیر نے جناب سید محمد رفیق شاہ صاحب کا کتابچہ 'بدعت کا مطالعہ' کہیں کہیں سے دیکھا۔ موجودہ دور میں ایک مکتبہ فکر نے بدعت کا جو مفہوم پیش کیا ہے اس سے مسلمانوں میں افتراق و انتشار نے جنم لیا ہے۔ اس کتابچہ میں مؤلف نے اسی افتراق و انتشار کے اثرات کو زائل کرنے کی ملخصانہ کوشش کی ہے۔ اس مضمون کے مطابعے سے قاری پر بدعت کا صحیح مفہوم واضح ہو جائے گا اور یہ بات عیاں ہو جائے گی کہ ہر نیا کام برائیں بلکہ از روئے حدیث دین میں ہروہ اچھا کام جو پہلے نہیں ہوتا تھا اور جس میں دین کا فائدہ ہوا یک جائز و مستحب عمل ہے۔ اس پر عمل کرنے والے کو ثواب ہوگا اور جس نے اس نیک عمل کو جاری کیا، ہر عمل کرنے والے کے ساتھ اس نیکی کو جاری کرنے والے کو بھی اس کا ثواب ملے گا اور عمل کرنے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔
دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ موصوف کی اس سعی کو قبول فرمائے نافع ہر خاص و عام بنائے۔ آمین

فقیر سید شاہ تراب الحق قادری

چند وہ ناجائز کام یا بری بدعتیں ہیں جن کو قرآن و حدیث میں منع فرمایا گیا یہ اسلام کے مزاج اور اصولوں کے خلاف ہیں۔ علماء نو عیت کی وجہ سے بدعت سیدیہ کو حرام اور مکروہ کی اقسام میں بھی تقسیم کرتے ہیں حتیٰ کہ بعض اوقات بری بدعتیں شرک اور کفر کی حد تک بھی پہنچ سکتی ہیں۔

☆ اسلامی قوانین کے نفاذ کی بجائے غیر اسلامی قوانین اور ستم کا نفاذ۔ مثلاً پاکستان کا عدالتی نظام۔ جبکہ قرآن میں اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کا حکم ہے۔

☆ مسلم ممالک کے حکمرانوں کا ذاتی اقتدار کیلئے اسلام و نہن ممالک سے مدد حاصل کرنا یا مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کرنا جیسے 2004 - 2003 میں عراق کے مسلمانوں کے خلاف مدد کی۔

☆ ایصال ثواب کو فرض، واجب یا لازم قرار دینا، یعنی انہیں نہ کرنے کو یاد گیر ایام میں کرنے کو ناجائز، حرام اور گناہ قرار دینا۔ کوئی خود ساختہ اور غلط بات کسی سے منسوب کرنا۔

☆ عورتوں کا بے پرده سنور کر خوبیوں گا کر گھومنا۔

☆ شادی بیاہ و دیگر تقریبات پر فضول خرچی یا خلاف شریعت کام کرنا۔ (بے حیائی اور فضول خرچی واضح طور پر قرآن و حدیث میں سخت منع ہے۔)

☆ عورتوں اور مردوں کی مشترک تقریبات کرنا۔ محلے یا بازار میں خواتین کا بے پرده ہو کر خریداری کرنا۔

☆ درسِ قرآن، جلسہ سیرت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، محفل میلاد، نعمت اور سلام کو ناجائز اور بری بدعت کہتا۔

☆ سود کو جائز، جہاد کو منسوخ قرار دینا، اركانِ اسلام کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حجج میں سے کسی کو کم زیادہ کرنا (کہ اركانِ اسلام کے انکار پر کفر واضح ہے۔)

☆ میت پر احباب کی شاندار دعویٰ میں کرنا اور غریبوں کو ان سے یکسر محروم رکھنا۔

☆ کسی پیر یا مزار کو سجدہ کرنا اور مزارات پر دیگر غیر شرعی کام کرنا نہ صرف یہ کہ بری بدعت ہیں بلکہ ان میں سے تو بعض کام حرام و کفر کے زمرے میں آتے ہیں (کسی مزار یا پیر کو عبادت کی نیت سے سجدہ کرنا کفر اور تعظیم کی نیت سے سجدہ کرنا حرام ہے۔)

عزیزی داری اور ماہِ محرم کی مختلف خرافات۔

کسی مستحب و مباح بدعت پر خود ساختہ اور غیر شرعی پابندی لگانا۔

اللہ کی جائز کردہ چیزوں کے متعلق اس کے بندوں میں شک پیدا کرنا اور ان پر عمل کرنے والے مسلمانوں کو شرک و بدعت کا مرتكب قرار دے کر دین اسلام سے از خود خارج کر دینا۔

میلا والنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، بزرگوں کے ایصالی ثواب اور عرس کو شرعی دلیل کے بغیر ہر صورت حرام کہنا۔

صحابہ کرام، اہل بیت اطہار اور اولیائے عظام کو برآ کہنا۔

تقلید، تقدیر، واقعہ معراج اور احادیث کا انکار کرنا۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روٹے کی زیارت کیلئے سفر کرنے کو شرک اور حرام قرار دینا۔

ویلے کونا جائز قرار دینا، حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنا، جیسا کہ دیوبند مسلک میں کو اکھانا ثواب قرار دیا گیا ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ حرمت اور جواز کے مسائل، صفحہ ۵۹۸)

نماز میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خیال کو برآ اور شرک قرار دینا جیسا کہ صراطِ مستقیم میں اسماعیل دہلوی نے لکھا۔

کسی بھی موقع پر جھوٹی روایات اور غلط نعتیہ اشعار پڑھنا۔

بروج، ستاروں یا سیاروں کو مستقبل کی خبروں کے حصول کا ذریعہ سمجھنا۔

(مزید مثالوں کیلئے دئیئے گئی باتیں از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

یہ بھی بدعتیں ہیں مگر جائز ہیں۔ ان کی نہ تو کوئی مذہبی حیثیت ہے اور نہ ان کے کرنے میں کسی کی نیت ثواب کی ہوتی ہے اور نہ یہ قرآن و حدیث میں منع ہیں۔ مثلاً نکاح پڑھانے کے پیسے لینا، شرعی حدود میں اپنی یا بچوں کی سالگرہ منانا، سہرا باندھنا۔ ان جائز بدعتوں میں ہوائی جہاز، کمپیوٹر، لاوڈ اسپیکر، قالین، لیبارٹری ٹیکسٹ، طرح طرح کے کھانے، کپڑے اور دو رجیدیکی مختلف ایجادات و سہولتوں کا استعمال بھی شامل ہیں۔

بعض علماء نئے دنیاوی امور کیلئے بدعت کا لفظ استعمال نہیں کرتے بلکہ صرف ان نئے امور کو بدعت قرار دیتے ہیں جنہیں دینی طور پر نیکی کی نیت اور ثواب کی امید پر کیا جائے یا پھر ان دنیاوی امور کو لغت کے اعتبار سے بدعت قرار دیتے ہیں مگر شرعی لحاظ سے بدعت قرآن نہیں دیتے۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ احداث فی الدین دین میں بدعت منع ہے مگر احداث للدین دین کیلئے بدعت منع نہیں۔ کسی نئے کام کو دین اور عبادت سمجھ کر کرنا بربی بدعت ہے مگر کسی دینی مقصد کے حصول اور عبادت کا ذریعہ سمجھ کر کرنا بربی بدعت نہیں۔ (سنن وبدعت، صفحہ ۱۲ از مفتی محمد شفیق)

دین اسلام میں دنیا کا کوئی بھی جائز کام (خواہ دینی ہو یا دنیاوی) اگر اچھی نیت سے کیا جائے تو اس پر ثواب ملتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ مسلمان سے خندہ پیشانی سے ملنا صدقہ کا ثواب رکھتا ہے۔ اپنے بچوں کو پالنا نیت خیر سے ہو تو ثواب ہے۔ لہذا مسلمان کا ہر دنیاوی کام بھی دینی کام ہے۔ (جاءاء الحق)

بعض رسمیں، عادات اور طریقے مختلف ملکوں، علاقوں، خاندانوں اور برادریوں میں مختلف انداز میں سماجی اور معاشرتی طور پر راجح ہوتے ہیں اور معاشرے میں ان رواجوں کی کوئی مذہبی حیثیت نہیں ہوتی۔ عراق، شام، مصر اور پاکستان کی بعض رسمیں سعودی عرب میں نہیں اور سعودی عرب کی بعض رسمیں ان ممالک میں راجح نہیں۔ رسموں کے بارے میں قانون یہ ہے کہ جن رسموں کی ممانعت قرآن و حدیث میں آگئی وہ رسمیں ناجائز ہیں اور جن رسموں کی ممانعت قرآن و حدیث میں نہیں آئی وہ جائز ہیں۔ (وقار الفتاویٰ اول صفحہ ۳۵۰)

کسی بھی رسم، عادت اور طریقے کو اسی وقت ناجائز یا غیر اسلامی قرار دیا جا سکتا ہے، جب (۱) اس رسم کو کرنے والے کا ارادہ غیر مسلم کے مشابہ ہونے کا ہو۔ (۲) وہ رسم کسی غیر مذہب کی خاص نشانی اور شاخت ہو۔ (۳) وہ رسم اسلامی شریعت میں منع ہو۔ (اخذ کردہ فتاویٰ امجدیہ، جلد ۲ صفحہ ۱۳۶) بحوالہ فتاویٰ رضویہ) (شریعت میں بعض چیزیں فضول خرچی، دوسرے مذہب سے مشابہت بے حیائی اور منع کردہ مختلف امور کی وجہ سے بھی منوع ہیں) بصورت دیگر وہ چیز ناجائز یا غیر اسلامی قرار نہیں دی جاسکتی خواہ کسی معاشرے میں مسلم اور غیر مسلم دونوں اس پر عمل پیرا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرے تو وہ اسی میں سے ہے۔ (ابوداؤد کتاب اللباس)

مفکی جلال الدین احمد علیہ الرحمۃ اس حدیث کی تشریع میں لکھتے ہیں کہ غیر مسلم کی ہر وہ چیز جو ان کیلئے اس طرح خاص ہو کہ اگر مسلمان اسے استعمال کرے تو اس پر غیر مسلم ہونے کا دھوکا ہو تو اس کا استعمال مسلمان کیلئے ناجائز ہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول ۲ صفحہ ۶۰۰) فتاویٰ امجدیہ میں ہے کہ جہاں سارہیاں صرف ہندوؤں کا لباس مانی جاتی ہیں وہاں مسلمان عورت کا سارہی پہننا مکروہ، منوع اور گناہ ہو گا لیکن جن علاقوں میں یہ مسلمان کا بھی لباس ہے وہاں اس کا پہننا منوع نہ ہو گا۔ (حاشیہ فتاویٰ امجدیہ ۲ کتاب الخطر والا بحث صفحہ ۱۲۵) فتاویٰ فیض الرسول میں واضح ہے کہ سارہی اگر اس طرح پہنی جائے کہ بے پر دگی نہ ہو تو جائز ہے اور بے پر دگی ہو تو ناجائز ہے۔ (جلد ۲ صفحہ ۲۰) مفکی احمد یار خاں نصیبی علیہ الرحمۃ مرقاۃ کے حوالے سے لکھتے ہیں، تمام لباسوں کا یہی حال ہے کہ جو گلزار کی علامت ہوں ان سے بچے، جب علامت نہ رہیں مشترک بن جائیں تو جائز ہیں۔ (مرآۃ المنایج، جلد ۷ صفحہ ۲۳۳)

اسی طرح علمائے کرام بعض شرعی شرائط کے ساتھ پہننا (وقار الفتاویٰ ۲ صفحہ ۲۲۱) سالگرہ منانا (فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۵۶۷)، دولہا وہن کو ابٹن لگانا، مائیوں بٹھانا، سہرا باندھنا اور دیگر معاشرتی و علاقائی رسماں کو جائز قرار دیتے ہیں۔ (بہار شریعت حصہ ۷)

بعض علماء کا خیال ہے کہ گمراہی والی بری بدعت سے مراد خراب عقیدے کی بدعت ہے نہ کہ اعمال کی بدعت اور عقیدے کی بدعت ہمیشہ بری ہوتی ہے اس لئے کہ شرعی اصول کے تحت نمازنہ پڑھنے والا گناہ گار ہے مگر گمراہ اور کافرنہیں، جبکہ نماز پر ایمان نہ رکھنے والا گمراہ اور کافر ہے۔ (جازء الحق از مفکی احمد یار خاں نصیبی) (فتاویٰ رشیدیہ کتاب الحلم، صفحہ ۱۵۶)

‘سنت’ اور ‘بدعت’ کے الفاظ ایک دوسرے کے مقابل مخالف (Opposite) اور ضد کے طور پر بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔ جو کام سنت رسول سے ثابت ہے وہ بدعت نہیں اور جو کام سنت رسول سے ثابت نہیں وہ بدعت ہے خواہ یہ بدعت اچھی ہو یا بری۔ یہی وجہ ہے کہ بعض علماء بدعت کو اچھی اور بری میں تقسیم نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک ہر بدعت بری بدعت ہے جو ہر حال میں گمراہی ہے اور جس نئے کام کی اصل نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت میں موجود ہے اور سنت کے مشابہ اُس کام میں سنت کا مقصد بھی پایا جاتا ہے تو وہ نیا کام بھی سنت ہے نہ کہ بدعت۔ لہذا جوئی چیزیں اچھی ہیں وہ بدعت نہیں، سنت و شریعت ہیں اس لئے کہ یہ قرآن و سنت کے شرعی اصولوں کے مطابق ہیں۔ انہیں نیا یا بظاہر سنت رسول نہ ہونے کی وجہ سے حرام یا ناجائز قرار دینا غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ مثلاً نمازِ تراویح، قبروں پر پھول ڈالنا وغیرہ۔ رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں، بدعت کوئی حسنة نہیں اور جس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں وہ سنت ہی ہے مگر یہ اصطلاح کافر قہ کا مطلب سب کا ایک ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۱۵۵)

کسی جائز چیز کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری زمانے میں ہونا اس چیز کی فضیلت ہے اور نہ ہونا اس کے حرام و ناجائز ہونے کی دلیل نہیں۔ بعض کام ممکن ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت نہ ہوں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں نہ کیا ہوا اور نہ کرنے کا حکم دیا ہو۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان کاموں کا کرنا شریعت اور سنت کے خلاف قرار دے دیا جائے۔ مثلاً گھیر والی شلوار اور کالروالی قیص پہننا گو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت نہیں مگر گیونکہ یہ لباس جسم اور ستر چھپانے کے شرعی تقاضے اور حکمت کو پورا کرتا ہے اور شریعت اس لباس پر کوئی پابندی نہیں لگاتی لہذا اس لباس کا پہننا شریعت اور شرعی عمل ہے۔ اب ایک شرعی تقاضا پورا کرنے پر شلوار قیص پہننے کا بھی ثواب حاصل ہوگا۔ اسی طرح دانتوں کی صفائی کیلئے ٹوٹھ پیسٹ اور برش کا استعمال گو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت نہیں مگر یہ بدعت نہ تو قرآن و سنت کے کسی حکم و حکمت کے خلاف ہے اور نہ ہی یہ شریعت میں منع ہے لہذا پاک ٹوٹھ پیسٹ اور برش سے دانت صاف کرنا شرعی طور پر ایک جائز عمل ہے۔

اسی طرح جب شریعت مصطفوی محفل قرأت، قرآن خوانی، جلسہ سیرت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، درس قرآن، محافل میلاد و نعمت، درود و سلام اور کسی دینی، تبلیغی روحانی اجتماع یا ایصالِ ثواب کے کسی عمل پر کوئی پابندی عائد نہیں کرتی تو پھر ہمیں بھی یہ حق حاصل نہیں کہ ہم ان اعمال کو محض مسلکی تعصب کی بناء پر خواہ مخواہ خلاف سنت اور ناجائز قرار دے کر فرقہ واریت کو ہوادیں۔ اگر کسی بدعت کو ناجائز قرار دینے کی شرعی بنیاد اور معقول وجہ فراہم کر دی جائے تو شاید ہی کسی مکتبہ سلکر کے علماء اُسے ناجائز قرار دینے کی کوشش کریں۔ شرعی احکام جاری کرنے کا حق اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام کا ہے۔ قرآن و حدیث کے کسی عام حکم پر از خود کوئی پابندی عائد کرنا ناجائز ہے۔ مثلاً قرآن میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے کا حکم موجود ہے تو پھر ہمیں یہ حق نہیں کہ ہم اس عمل پر کھڑے ہونے، بیٹھنے، اکیلے پڑھنے، مل کر پڑھنے، خاموشی سے پڑھنے، آواز سے پڑھنے، غیر عربی میں پڑھنے یا عربی میں پڑھنے کی قید اور پابندی عائد کریں۔ جبکہ یہ عمل اللہ کا حکم بھی ہے اور اس کی سنت بھی۔ لہذا سب کی مرضی ہے کہ جس انداز سے چاہیں اللہ کی اس سنت اور حکم پر عمل کریں۔ مگر نہ معلوم کیوں! نہ پڑھنے سے زیادہ اعتراض پڑھنے پر کیا جاتا ہے۔ اللہ ایسے بخل سے ہم سب کو محفوظ رکھے۔

محافل میلاد اور اہل محبت کی نسبت پر منی تقاریب صدیوں سے اللہ عز وجل اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عشق کے جذبوں، دینی قدرتوں اور ایمانی حلاوتوں کو پروان چڑھانے کا اہم ذریعہ ہی ہے۔ صرف قرآن کا تذکرہ کرنا اور صاحبِ قرآن (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی عظمتوں پر منی آیات و احادیث کو دانستہ طور پر نظر انداز کرنا، شریعت پر زور دینا اور صاحبِ شریعت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی تعریف سے چشم پوشی کرنا ہرگز ہماری اقدار اور دین کا تقاضہ نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیمات تو غیر مسلموں نے بھی بیان کی ہیں مگر ان حیات بخش تعلیمات کے نام پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شخصیت کے عظمت، فضیلت اور شانِ رسالت والے پہلو کو جان بوجھ کر نظر انداز کرنا ایک امت کا شیوه ہرگز نہیں۔ ایصالِ ثواب کے مختلف ذریعے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت و توقیر کے تمام طریقے جائز، باعثِ سعادت اور باعثِ ثواب ہیں، سوائے ان طریقوں کے جو شریعت کے خلاف ہیں اور منع ہیں۔ بعض گروہوں میں اللہ اور اس کے پیارے رسول کی محبت پر اپنے مرشد، عالم یا فکری رہنمای کی محبت غالب ہوتی ہے جو کسی طرح بھی ایک اچھی بات نہیں۔ یہ کہنا بھی غلط ہے کہ اصل چیز عمل ہے۔ اسلام عقیدہ اور عمل دونوں کا نام ہے۔ عمل کی ضرورت سے انکار ممکن نہیں مگر دین اسلام میں عقیدے اور ایمان کو عمل پر فوقیت حاصل ہے۔

ہمارے معاشرے میں ایسی بے شمار ناجائز باتیں اور بربی بدعتیں ہیں جو قرآن و حدیث میں منع ہیں۔ مگر افسوس کہ ہمیں ان میں شرک و بدعت نظر نہیں آتا۔ ہم معاشرتی فضول خرچیوں، ناج گانے کے پروگرام، قومی ترانے پر کھڑے ہونے، اسمبلی میں مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے کھڑے ہونے اور دیگر بدعتوں پر خاموش ہیں مگر میلاد شریف، محفوظ نعمت، ایصالِ ثواب اور درود و سلام کو فرقہ واریت اور شرک و بدعت قرار دینے کیلئے بے چین ہیں۔ (ان اللہ و انا الیہ راجعون) اللہ عز وجل قرآن میں اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مخاطب ہے کہ اے رسول ان سے پوچھئے کہ زینت کے جو سامان اور پاک چیزیں اللہ نے اپنے بندوں کیلئے پیدا کی ہیں وہ کس نے حرام کر دیں؟ آپ فرمادیں یہ ساری چیزیں تو ایمان والوں کیلئے ہیں۔ (اعراف ۳۲) اور آپ فرمائیں لا وَاپنے وہ گواہ جو گواہی دیں کہ اللہ نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ (انعام ۱۵۰)

کہیں یہ امت مسلمہ کے خلاف کوئی سازش تو نہیں کہ صرف ان ہی بدعتوں کے خلاف کیوں جدوجہد کی جا رہی ہے جن کی بنیاد
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، آپ کے صحابہ و اہل بیت اور اولیاء کرام کی محبتوں اور نسبتوں پر ہے۔ کافروں کی اختیار کردہ اور
منوع بدعتوں پر خاموشی کیوں ہے؟ ہم نے اسلام کی ابدی تعلیمات اور شرعی اصولوں کو چھوڑ کر شرک و بدعوت کے اپنے معیار اور
پیانے کیوں بنا رکھے ہیں کہ جن چیزوں کا ہم کریں وہ جائز ہیں اور جنہیں ہم نہ کریں وہ برجی ہیں، بدعیں ہیں، ناجائز ہیں اور
دین کو سخ کرنے کا سبب ہیں۔ اگر کوئی خاص عقیدہ عمل دوسرا رکھے تو شرک و بدعوت کھلائے۔ اگر وہی بات اپنے علماء سے ثابت ہو
تو وسنت و شریعت اور اللہ کی عطا بن جائے۔ فکر و عمل کا یہ تضاد وین کے ساتھ ایک مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟ (مطالعہ تجھے حکایات اولیاء
مولانا اشرف علی تھانوی۔ زلزلہ علامہ ارشد القادری)

انصار پسند افراد کو اس بات کا اظہار کرنا چاہئے کہ مسلمانوں کو مشرک، بدعی اور جہنمی قرار دینے کی روشن کی طور مفید نہیں۔
قرآنِ پاک میں امت مسلمہ کو اس لئے بہترین امت قرار دیا گیا ہے کہ یہ امت اچھی باتوں کا حکم دیتی ہے اور برائی سے منع
کرتی ہے۔ (آل عمران ۱۱۰) یاد رکھئے! جن لوگوں نے قرآن و سنت کے احکام کے معاملے میں اپنی رائے کو ترجیح دی وہ خود بھی
گمراہ ہوئے اور انہوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔

شرعی اصول نظر انداز کر کے من پسند افکار و معمولات کو شرک و بدعوت و شریعت قرار دینے سے معاشرے میں فرقہ واریت،
تعصب اور منافقانہ انداز کی جو فکر پروان چڑھ رہی ہے وہ ہر درمذہ مسلمان کیلئے افسوسناک بھی ہے اور اتحاد امت کی راہ میں
بڑی زکاوٹ بھی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم از خود اس غیر اصولی اور منافقانہ طرزِ فکر کو تبدیل کرنے کی خلصانہ کوششیں کریں
تاکہ علمی سطح پر اسلام کے خلاف تشکیل کردہ غیر منصفانہ پالیسیوں اور متعصبانہ رویوں کا تجھی سے مقابلہ کرنے کی راہ ہموار ہو سکے۔
اس طرح دانستہ یا نادانستہ طور پر ہم اسلامی شریعت میں تضاد ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہمیں اس خطرناک مذاق سے
اسلام کے شرعی اصولوں کو ترک کرنے، ان میں تبدیلی کرنے، لوگوں کو گمراہ کرنے، امت مسلمہ میں اختلاف اور تفرقہ پیدا کرنے
اور تضاد پر بنی منافقانہ طرزِ عمل سے گریز کرنا چاہئے کہ خلوص، سچائی، اعتدال اور اللہ کی رسی کو تھامنا ہمارے سچے بنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی تعلیم ہے۔

یہ ہمارے علمائے کرام کی خصوصی فرمہ داری ہے کہ وہ کسی تعصب کے بغیر کھلے دل سے اچھے کاموں کی حوصلہ افزائی کریں اور ایسی بدعتوں کی حوصلہ شکنی کریں جو دین کیلئے نقصان دہ ہوں۔ اس لئے کہ یہ بھی وقت کی اہم ضرورت ہے کہ ایسی بدعتوں رانج کرنے کی کوششوں کی مددت کی جائے جو دین کے شخص کو مجروح کرنے کا سبب بنتی ہیں۔

اللہ رب العزت اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل ہمیں افراط و تفریط، تعصب، فرقہ واریت، تضاد، انتہا پسندی، بہتان تراثی، بیگ نظری، توہم پرستی، بد مذہبی اور مخالفت برائے مخالفت کے رجحانات سے محفوظ رکھے۔ ہمیں اعتدال کی راہ پر رکھے اور ہمیں فرائض و واجبات اور سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سمیت تمام اچھے کاموں پر خلوصِ دل سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



بسم الله الرحمن الرحيم
بسم الله والحمد لله والصلوة والسلام على رسول الله

محترم سید محمد رفیق شاہ فہر دین سے شغف اور دینِ متین کی خدمت کا والہانہ جذبہ رکھنے والے صالح نوجوان ہیں۔
”بدعت کا مطالعہ“ ان کی پہلی تحریر ہے، جو کتابی شکل میں شائع ہو رہی ہے۔ انہوں نے کوشش کی ہے کہ اپنے حاصل مطالعہ سے
اس موضوع پر ایسی تحقیق پیش کریں جس سے بدعت کے بارے میں پائی جانے والی مختلف غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکے۔
فقیر نے اس موضوع پر اپنی کتاب ”سفید و سیاہ“ میں کچھ تفصیل تحریر کی ہے۔

دعا ہے کہ محترم سید محمد رفیق شاہ صاحب کی یہ کاؤش نافع و مفید ثابت ہو۔ آمین

فقیر کو کب نورانی او کاڑوی غفرلہ



WWW.NAFSEISLAM.COM

احقر نے محترم جناب سید محمد رفیق شاہ صاحب کا تالیف کردہ رسالہ بنام ”بدعت کا مطالعہ“ اول سے آخر تک پورا پڑھا ہے۔
(مفتی صاحب کے مطالعہ کے بعد مضمون میں کافی کمی و بیشی کی گئی۔ مؤلف) الحمد للہ اسے مفید پایا۔ خاص طور پر وہ لوگ جو بدعت کے
مفہوم سے ناواقف ہونے کی وجہ سے دشمن کی سازش کا شکار ہو جاتے ہیں اگر اس رسالہ کو پڑھ لیں تو ان شاء اللہ کوئی انہیں
بدعت کے حوالے سے دھوکہ دینے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس سعی کو مقبول فرمائے۔ آمین بجاه حبیبہ المرسلین

احقر مفتی محمد عطاء اللہ عزیزی

لغت کے اعتبار سے بدعت کے معنی دکسی بھی ایسی نئی چیز کا ایجاد ہے جس کا مثال پہلے نہ ہو اس معنی کے اعتبار سے صرف خالق کائنات رب العزت کی واحد ذات ہے جو بدعت نہیں، باقی جو کچھ نیا اس نے تخلیق کیا وہ سب بدعت ہے کہ یہ سب کچھ پہلے نہ تھا، بعد میں وجود میں آیا۔

بدعت کا لفظ اسم (Noun) ہے۔ اردو میں یہ اسم اور فعل (Verb) دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں بدعت کا لفظ اللہ تعالیٰ کیلئے بھی استعمال ہوا ہے۔ (سورہ بقرہ: ۷۱۔ انعام: ۱۰)

اسلامی شریعت میں بدعت کی تعریف مختلف انداز میں کی گئی ہے جسے شرعی یا اصطلاحی تعریف کہا جاتا ہے۔ مختلف مکاتب فکر کے ہاں بدعت کی جو تعریفیں ہیں ان کی تعبیر و تشریح اور اطلاعات میں واضح فرق ہے۔ بدعت کی بعض تعریفات یہ ہیں:-

☆ بدعت وہ چیز یا کام ہے جس کی مثال حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری زمانے میں نہ ہوا اور آپ کے وصال کے بعد ایجاد کیا جائے۔ (برطابق تہذیب الاسماء واللغات از امام نووی، مرقاۃ از ملا علی قاری، اشعة المعاد از شیخ عبدالحق محدث دہلوی، عمدة القاری از علامہ عینی)

☆ وہ نئی بات جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو بدعت ہے۔ (از علامہ ابن منظور افریقی، علامہ ابن اثیر بحوالہ لسان العرب صفحہ ۸)

☆ دین میں کسی نئی چیز کا ایجاد کرنا جس کی اصل (دلیل) شریعت میں موجود نہ ہو۔ (فتح الباری ۱۳ صفحہ ۲۵۳ از ابن حجر عسقلانی)

☆ دین میں وہ نیا کام جو ثواب کیلئے ایجاد کیا جائے۔ (علم القرآن از منتظر احمدیارخان نصیبی)

☆ جو چیز سلف صالحین کے زمانے میں نہیں تھی اُسے دین سمجھ کر اختیار کرنا بدعت کہلاتا ہے۔ (اختلاف امت اور صراط مستقیم صفحہ ۱۰۹)

☆ بدعت سے مراد یہ ہے کہ جن مسائل و معاملات کو دین اسلام نے اپنے دائرے میں لیا ہے ان میں کوئی ایسا طرز فکر یا طرز عمل اختیار کرنا، جس کیلئے دین کے اصلی مأخذ میں کوئی دلیل و حجت موجود نہ ہو۔ (رسائل و مسائل ۳۵۸ از مولانا سید ابوالاعلی مودودی)

☆ بُدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جائے۔ (امداد اللہ مہاجر کی فیصلہ ہفت مسئلہ)

☆ ہر ایسے نو ایجاد طریقہ عبادت کو بُدعت کہتے ہیں جو زیادہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے بعد اختیار کیا گیا ہوا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عہد مبارک میں اس کا داعیہ اور سبب موجود ہونے کے باوجود نہ قول اثابت ہونہ فعلانہ صراحتہ نہ اشارۃ۔ (سنۃ و بُدعت صفحہ ۱۱ از مولانا مفتی محمد شفیع)

☆ بُدعت وہ ہے جس سے کوئی سنۃ ترک ہو جائے۔ (ہدیۃ المهدی، علامہ وحید الزماں الحمدیث)
ان تعریفوں کی روشنی میں بُدعت کے لفظ کو اچھے اور بے دونوں معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے اور صرف برے معنوں میں بھی۔
اگر بُدعت کو صرف برے اور نقی معنی میں لیا جائے تو ہر بُدعت برائی اور گمراہی ہے۔ علماء کے ہاں ہر بُدعت سے مراد ہر وہ بُدعت ہے جو قرآن و سنۃ کے خلاف ہوا اور جس کی شریعت میں کوئی دلیل نہ ہو۔

اگر بُدعت کو صرف برائی کے معنی میں نہ لیا جائے تو یہ بُدعت اچھی بھی ہو سکتی ہے اور بری بھی۔ اگر یہ بُدعت اچھی ہے تو اچھی بُدعت یعنی بُدعت حسنة (Good Innovation) کہلاتے گی اور بری ہے تو بری بُدعت یعنی بُدعت سیئہ (Bad Innovation) کہلاتے گی۔ کوئی بُدعت جائز بھی ہو سکتی ہے اور ناجائز بھی، دینی بھی ہو سکتی ہے اور دُنیاوی بھی، عقیدے کی بھی ہو سکتی ہے اور عمل کی بھی۔ تاہم عقیدے کی بُدعت ہر حال میں بری بُدعت سمجھی جاتی ہے۔ بُدعت کے ضمن میں کسی کام کو دین یا دین کا حصہ بنانے کا آسان مطلب یہ ہے کہ اس کام کو دینی طور پر یعنی ثواب سمجھ کر کیا جائے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM
اچھی اور بری بُدعت کا بیان نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں موجود ہے، جس نے اسلام میں اچھا طریقہ نکالا اس کو خوب بھی ثواب ملے گا اور اس پر بعد میں عمل کرنے والوں کا بھی اسے اجر ملے گا اور جس نے اسلام میں برا طریقہ نکالا تو اسے نہ صرف اس کا گناہ ہے بلکہ بعد میں جو اس پر عمل کرے گا اس کا بھی اسے گناہ ملے گا۔ (مسلم شریف کتاب الزکوۃ۔
مخلوٰۃ شریف باب الحلم۔ ابن ماجہ)

حدیث میں اچھے اور برے کا لفظ اچھی اور بری بُدعت کو ظاہر کرتا ہے۔ عالم اسلام کے معتبر علمائے کرام نے اپنی کتابوں میں اس حدیث کو بیان کرتے ہوئے بُدعت کی اچھی اور بری اقسام کو بیان کیا ہے۔ (تفصیل کیلئے شرح مسلم شریف ۲ از علامہ غلام رسول سعیدی صفحہ ۵۵۲ اور ۹۳۳)

علامہ ابن عابدین شامی شامی کے مقدمہ میں فرماتے ہیں، یہ احادیث اسلام کے قوانین ہیں کہ جو شخص کوئی بری بُدعت ایجاد کرے اس پر تمام پیروی کرنے والوں کا گناہ ہے اور جو شخص اچھی بُدعت نکالے اسے قیامت تک اس عمل کی پیروی کرنے والوں کا ثواب ہوگا اگر یہ کہا جائے کہ بُدعت حسنة کوئی چیز نہیں تو یہ بات اس حدیث کے خلاف بھی ہو سکتی ہے۔ (از جاء الحق از مفتی احمد یار خاں نیمی)

دین اسلام میں ایسی بدعت منع، مسٹر، ناجائز اور بری ہے جو بنیادی طور پر منع ہونے کی وجہ سے اس دین سے تعلق نہ رکھتی ہو جس کے جائز ہونے کی شریعت میں کوئی دلیل نہ ہو جو اسلام کی روح اور اصولوں کے خلاف ہو جس کے مشابہ کسی چیز کی ممانعت بھی قرآن و حدیث میں موجود ہو یا جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کسی سنت کے مقصد کے خلاف ہو۔ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے ہمارے دین میں ایسی چیز نکالی جو (جس کی اصل) اس میں نہ ہو تو وہ مردود ہے۔ (بخاری، مسلم شریف
کتاب الاقضیۃ۔ مخلوٰۃ باب الاعتصام)

قرآن، احادیث اور بزرگوں کے اقوال میں بدعت کی جو مذمت بیان ہوئی ہے اُس سے مراد یہی بدعت ہے۔ بدعت سے ہر اپنی نوعیت کے اعتبار سے بعض اوقات مکروہ، حرام، شرک یا کفر بھی قرار دی جا سکتی ہے۔

بعض علماء 'بدعت سیرہ' کی اصطلاح کا اطلاق اس پر کرتے ہیں کہ جب کسی ناجائز کام کو دینی طور پر کرنا ثواب اور نہ کرنا عذاب کا باعث سمجھا جائے۔ (شرح مسلم شریف صفحہ ۲۵۵۔ تفسیر بتیان القرآن صفحہ ۶۵۹ از علامہ غلام رسول سعیدی) (مثلاً تعزیہ داری اور گمراہ فرقوں کے عقائد و اعمال)۔ اسلامی شریعت میں ناجائز کام کا کرنا گناہ ہے اور ناجائز کو ثواب سمجھ کر کرنا نہ صرف گناہ اور گراہی ہے بلکہ حرام بھی ہے۔ مفتی احمد یار خاں نعمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بدعت کی تعریف یوں فرماتے ہیں، دین میں وہ نیا کام جو ثواب کیلئے ایجاد کیا جائے اگر یہ کام خلاف دین ہے تو حرام ہے اور اگر خلاف نہ ہو تو درست ہے۔ (علم القرآن)

اگر کسی بدعت کی اصل بنیاد تائید یا اُس کے مشابہ کوئی اشارہ قرآن و حدیث یا دیگر شرعی دلائل سے ملتا ہو اور علمائے دین اس کو اچھا اور پسندیدہ قرار دیں تو یہ نیا کام اچھا اور مستحب ہے۔ اسے اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا کیلئے نیکی کی نیت اور ثواب کی امید پر کیا جاسکتا ہے۔ مستحب پر عمل کرنے سے ثواب ملتا ہے اور نہ کرنے پر کوئی گناہ نہیں۔ قرآن کریم میں ہے کہ جو اپنی خوشی سے زیادہ نیکی کرے تو یہ اس کیلئے بہتر ہے۔ (بقرہ: ۱۸۳)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ جس چیز کو مسلمان (علماء) اچھا سمجھیں وہ چیز اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔ (متدرک حاکم، منداد امام احمد)

مروجه انداز میں درس قرآن، محافل میلاد، محافل نعمت، مقابلۃ القراءات اور آساناد کی تقسیم کے جلے ایک کھلی ہوئی بدعت ہیں مگر یہ اچھی اور مستحب بدعت ہیں۔ کوئی بدعت ایسی بھی ہو سکتی ہے جس کے ترک کرنے سے عام مسلمان مشکلات میں بنتا ہو سکتے ہیں لہذا بعض اوقات ایک بدعت اپنی اچھائی، ضرورت اور اہمیت کی وجہ سے واجب بھی قرار دی جا سکتی ہے مثلاً قرآن کریم پر اعراب لگانا، دین جاننے کیلئے مختلف علوم حاصل کرنا۔

اگر کسی بدعت کی اصل بنیاد یا اُس کے مشابہ کوئی اشارہ قرآن و حدیث میں موجود نہ ہو مگر اس کو منع بھی نہ کیا گیا ہوا اور نہ یہ کسی اسلامی اصول کے خلاف ہو تو یہ بدعت مستحب نہیں بلکہ مباح یعنی جائز ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس پر خاموشی ہے وہ جائز ہے۔ (ترمذی شریف۔ ابن ماجہ)

مباح کو عام طور سے دینی حیثیت میں ثواب کی نیت سے نہیں کیا جاتا اور اسکے کرنے یا نہ کرنے میں کوئی ثواب یا گناہ بھی نہیں ہوتا۔ تاہم بعض صورتوں میں مباح باعثِ ثواب بھی ہو سکتا ہے۔

کسی عمل کو قطعی اور اعتقادی طور پر فرض یا واجب قرار دینے کیلئے قرآن و حدیث کا شرعی حکم ضروری ہے جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ۔ سنت رسول قرار دینے کیلئے حدیث ضروری ہے۔ مستحب کیلئے اس کی اصل بنیاد، مشابہ کوئی بات یا اشارہ قرآن و حدیث میں ہونا ضروری ہے۔ جبکہ کسی چیز کو صرف مباح یعنی جائز سمجھنے قرآن و حدیث کے شرعی حکم کا ہونا ضروری نہیں البتہ یہ ضروری ہے کہ اُس کے خلاف کوئی شرعی حکم موجود نہ ہو کیونکہ کسی چیز کو حرام، ناجائز یا مکروہ تحریمی قرار دینے کیلئے قرآن و حدیث سے اُس کی ممانعت ثابت کرنا ضروری ہے۔

گناہ کیا ہے؟ اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر عمل نہ کرنا اور منع کردہ کاموں سے نہ رکنا گناہ ہے۔ (بہ طابق شرح مسلم شریف ۷، صفحہ ۹۳) عبادت کیا ہے؟ اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر عمل کرنا اور منع کردہ کاموں سے باز رہنا عبادت ہے۔

قرآن میں ہے کہ جو کچھ رسول تمہیں عطا کریں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں اُس سے باز رہو۔ (حشر: ۷)

اسلامی شریعت کا ایک اہم اصول 'الاصل فی الاشیاء الاباحت' ہے۔ مختلف قرآن آیات (انعام ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۲، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۳۴، ۱۵۰) اور متعدد احادیث اس فقہی ماندہ، ۸۸، ۸۷، ۸۶۔ تحریم ا۔ بنی اسرائیل ۷۔ حشر ۷۔ اعراف ۳۲، ۲۹، ۱۷۲۔ بقرہ ۲۹، ۱۱۶۔ یونس ۵۹) اور بعض حرام قرار پائیں مثلاً جوا، سود، شراب، مردار جانوروں کا گوشت، نماز میں ضروری گفتگو کرنا پہلے جائز تھا، بعد میں جب منع ہوا تب یہ چیزیں ممنوع قرار پائیں۔ اسی طرح روزے میں کھانے پینے اور نفسانی خواہشات پر پابندی منع ہونے کی وجہ سے ہے اور کاروبار وغیرہ کرنا منع نہ ہونے کی وجہ سے جائز ہے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ جس کی اصل قرآن و حدیث میں نہ ہو وہ بدعت ہے۔ اس کا ایک مطلب تو یہی ہے کہ جس کی اصل بنیاد، مشابہ، اشارہ، دلیل اور تائید قرآن و حدیث سے نہ ملتی ہو۔ دوسرا یہ کہ جس کی اصل یعنی اباحت قرآن و حدیث میں منع ہوا اور جس کی اصل (اباحت) ہے یعنی قرآن و حدیث میں منع نہیں ہے تو وہ جائز ہے۔ تفسیر بتیان القرآن میں سورہ بقرہ کی آیت ۲۹ کی تشریح میں ہے کہ قرآن و سنت میں جن کاموں کو فرض، واجب، حرام یا مکروہ قرار نہیں دیا گیا

ان کے کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ امام عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ احتیاط نہیں کہ کسی چیز کو (از خود) حرام یا مکروہ کہہ کر اللہ تعالیٰ پر افترا کیا جائے کہ اس کیلئے دلیل درکار ہے بلکہ احتیاط اس میں ہے کہ اباحت مانی جائے اس لئے کہ (کسی چیز کے جائز ہونے کی) اصل وہی ہے۔ (بحوالہ فتاویٰ فیضِ رسول ۲ صفحہ ۲۸۷ کتاب الحظر والاباح)

قرآن میں حلال اور جائز چیزوں کے استعمال کا حکم ہے اور ان سے اجتناب منع ہے۔ (سورہ مائدہ: ۸۷۔ بقرہ: ۲۷۱۔ اعراف: ۳۲)

ضروری نہیں کہ منع کردہ ہر کام بعینہ اسی طرح منع ہو جیسا وہ اپنے ظاہر میں ہو۔ دین اسلام میں ایسا کام بھی منع اور ناجائز ہے جو اسلامی تعلیمات کی روح اور مقصد کے خلاف ہو اور جس کے مشابہ کسی کام کی ممانعت قرآن و حدیث میں موجود ہو۔

ایک مرتبہ مفتی وقار الدین علیہ الرحمۃ سے ایک شخص نے کہا کہ حدیث میں مسجد میں جامت بنوانے کی ممانعت نہیں ہے۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ قرآن میں ہے کہ والدین کو اف نہ کہو تو تمہارے مطابق اس کا یہ مطلب ہوا کہ والدین کو ماروا اور کہو کہ مارنے کی ممانعت نہیں ہے۔ (از وقار الفتاویٰ جلد اول)

دین اسلام میں بعض کام فضول خرچی، بے حیائی، دوسرا نہ ہب سے مشابہت اور دیگر امور کی وجہ سے بھی منع ہیں۔

مباح کام ثواب کی نیت کے بغیر کئے جاتے ہیں۔ تاہم جس طرح ناجائز کام میں گناہ کی نیت کے بغیر بھی گناہ ہے۔ اسی طرح بعض کاموں میں ثواب کی نیت نہ بھی ہو مگر کام جائز ہو تو ثواب ممکن ہے۔ ایک مومن کامل کا کوئی کام مباح نہیں بلکہ حسن نیت کی وجہ سے مستحب ہے۔ اسی طرح ایک بد کردار کا کوئی کام مباح نہیں بلکہ بد نیت کی وجہ سے مکروہ یا حرام ہے اچھی نیت عادت کو بھی عبادات اور ثواب کا باعث ہنا دیتی ہے۔ (شامی بحث قربانی، مرقاۃ بحث نیت، کیمیے سعادت بحث نیت اور معاملات)

یہی وجہے کہ بعض کاموں میں نیکی یا ثواب کی نیت نہ سہی مگر بہر حال وہ ایک جائز کام ہوتا ہے اور کسی جائز کام کا کرنا خوف خدا، صدق نیت اور اخلاص کی علامت ہے۔ مثلاً زنا سے فتح کر بیوی سے مباشرت کرنا وغیرہ۔ (شرح مسلم شریف ۲ صفحہ ۹۳۳، ۹۳۸ اور ۵ صفحہ ۹۲۳۔ تفسیر بتیان القرآن ۱۲۹۱ اور ۱۸۳۱ از علامہ غلام رسول سعیدی)

اسی طرح پودوں کو پانی ڈالنا، پرندوں کو دانہ ڈالنا وغیرہ۔ قرآن میں ہے کہ کہہ دیجئے میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مناسب اللہ ہی کیلئے ہے۔ (سورہ انعام: ۱۶۲)